احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین
ماہنامہ منہاج القرآن لاہور
ستمبر 2017ء

صاحبِ حلم ہی صاحبِ علم ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خصوصی خطابات

شہادتِ سیدنا امام حسین علیہ السلام فرامینِ مصطفی ﷺ کی روشنی میں

سانحہ ماڈل ٹاؤن
قاتلوں کا اللہ کی طرف سے مواخذہ

شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے
احتجاجی ریلی سے قائد انقلاب کا خطاب

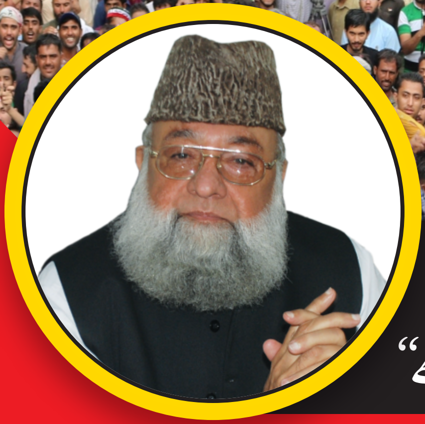

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

”صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی اہل اللہ میں سے تھے“

8 اگست 2017ء: قائد انقلاب کا تاریخی استقبال

شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے احتجاجی ریلی میں ہزاروں افراد کی شرکت

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 31 شمارہ 9 / ذوالحجۃ ۱۴۳۸ھ — محرم ۱۴۳۹ھ / ستمبر 2017ء

بفیضان نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر طالب حسین سواگی

ایڈیٹوریل بورڈ

محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی

محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت

صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈاپور

احمد نواز انجم، جی ایم ملک، تنویر احمد خان

سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی

محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام

خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

حسن ترتیب

اداریہ۔ پانامہ فیصلہ، نیب ریفرنسز اور نظام بدلنے کی باتیں	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن) اخلاقِ حسنہ۔ (شہرِ اعتکاف سے خطابات)	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
(الفقہ) قربانی رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	13
صحابہ کرامؓ کی باہمی شفقت و ہمدردی اور حضرت عمر فاروقؓ کا کردار	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر	16
حضرت سیدنا عثمان بن عفانؓ شخصیت اور کارہائے نمایاں	محمد تاج الدین کالامی	21
شہادتِ امامِ عالی مقام سیدنا حسینؑ فرامینِ مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں	محمد فاروق رانا	26
سانحہ ماڈل ٹاؤن، قاتلوں کا اللہ کی طرف سے مواخذہ	نعیم الدین چوہدری ایڈووکیٹ	32
منہاج القرآن کے مرکزی امیر محترم صاحبزادہ فیض الرحمن درانی کا انتقال		38

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info

www.facebook.com/minhajulquran

email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)

minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/رفقاء)

smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے

سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

لائقِ حمد و ثنا میرا خدا
خالقِ ارض و سما میرا خدا
پالتا ہے سب جہانوں کو وہی
بالیقیں ربِّ عُلا میرا خدا
رحمتیں ہیں جس کی سب کے واسطے
عام جس کی ہے عطا میرا خدا
اس کی مرضی دے سزا یا بخش دے
مالکِ روزِ جزا میرا خدا
جھولیاں منگتوں کی بھرنے کے لئے
رکھے اپنا در کھلا میرا خدا
کشتیٔ جاں غم کے طوفانوں میں بھی
ڈوبنے سے لے بچا میرا خدا
خشک ہوں جب کھیتیاں امید کی
بھیجے رحمت کی گھٹا میرا خدا
سختیوں میں بھی مئے ’’لا تقنطوا‘‘
کون دیتا ہے پلا؟ میرا خدا
عیب پوشی کرکے میری ہر گھڑی
ہے بھرم رکھتا سدا میرا خدا
جو بھی مانگوں صدقۂ درِّ یتیمؐ
مجھ کو کرتا ہے عطا میرا خدا
میری نسلیں دیں پہ اُس کے ہوں نثار
کاش سن لے یہ دعا میرا خدا
ذکر اُس کا حِرزِ جاں ہر دم رہے
دے مجھے ایسا نشہ میرا خدا
اور رکھے محوِ حمد و نعت ہی
مجھ کو ہمدانؔی سدا میرا خدا

﴿انجینئر اشفاق حسین ہمدانی﴾

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اشکِ پیہم کی میں برسات لگالوں تو چلوں
اپنے دامن سے ہر اک داغ مٹالوں تو چلوں
چوم لوں چشمِ تصوّر میں درِ شاہِ اُممؐ
سبز گنبد کو نگاہوں میں بسالوں تو چلوں
توڑ دوں جھوٹی اَنا کے سبھی پیمانوں کو
اپنے ہونے کی علامات مٹالوں تو چلوں
عجز کے پُھول ہواؤں میں بکھیروں پہلے
مغفرت کا سروسامان اُٹھالوں تو چلوں
دامنِ عرضِ ہنر چاک ہوا جاتا ہے
خشک ہونٹوں پہ زرِ نعت سجالوں تو چلوں
قَصرِ ایماں پہ مسلط ہے مفادات کا جَبر
شہرِ اوہام کے اصنام گرا لوں تو چلوں
جان دے دوں سرِ دہلیزِ پیمبرؐ میں بھی
راستہ کوئی حضوری کا بنالوں تو چلوں
ہر طرف پھیلا ہے افکارِ ندامت کا ہجوم
کلکِ مدحت کو رگِ جاں میں چھپالوں تو چلوں
جن پہ میلہ سا چراغوں کا لگا رہتا ہے
ہر قدم ان گھنی پلکوں کو بچھا لوں تو چلوں
ساتھ لیتا چلوں اوراقِ تمنا کا نصاب
جوہرِ عشق حوادث سے بچا لوں تو چلوں
سجدۂ شکر بھی واجب ہے مرے ہونٹوں پر
جانبِ شہرِ نبیؐ نامِ خدا لوں تو چلوں
سامنے شہرِ پیغمبرؐ کی گذر گہ ہے ریاضؔ
ذرّے ذرّے کو مَیں آنکھوں سے لگالوں تو چلوں
شوق دامن کو نہیں چھوڑتا لیکن مَیں ریاضؔ
تشنگی حرفِ ستائش کی بجھالوں تو چلوں

(ریاض حسین چودھری)

اداریہ

پاناما فیصلہ، نیب ریفرنسز اور نظام بدلنے کی باتیں

28 جولائی 2017 کا دن ملکی تاریخ میں اس اعتبار سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کہ پاکستان کی 70 سالہ تاریخ میں پہلی بار وزارت عظمیٰ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے طاقتور شخص کا احتساب ہوا اور اسے سپریم کورٹ کے لارجر بنچ نے متفقہ طور پر نااہل قرار دیا، ایک ایسا شخص جو 35 سال سے موجودہ نظام کا سب سے بڑا کھلاڑی اور ''بینی فیشل اونر'' چلا آرہا تھا جب اس سے غیر ملکی اثاثوں کی منی ٹریل مانگی گئی تو اس نے قدم قدم پر جھوٹ بولا اور آج ڈھٹائی کے ساتھ پوچھ رہا ہے کہ میرا قصور کیا ہے اور مجھے کیوں نکالا؟ سپریم کورٹ کا متفقہ فیصلہ آچکا ہے لیکن ایک والیم نمبر 10 کھلنا باقی ہے، یقیناً جب یہ والیم کھلے گا تو بہت کچھ مزید کھلے گا، ابتدا میں ملزمان کی طرف سے مطالبہ کیا جاتا رہا کہ اسے بھی کھولا جائے مگر جب معزز جج نے مجرمان کے وکلاء کو والیم نمبر 10 دکھایا تو اس کے بعد اسے کھولنے کا ذکر بھی نہیں کیا گیا، امید ہے یہ والیم بھی جلد کھلے گا اور عوام کو حکمران خاندان کے دیگر جرائم کے بارے میں بھی آگاہی حاصل ہوگی۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مجھے کیوں نکالا، یہ سوال معصوم عوام کو گمراہ کرنے کیلئے اور اس کا تعلق آئندہ کی انتخابی مہم سے ہے، ورنہ انہیں بھی پتہ ہے کہ انہیں کیوں نکالا گیا۔ کرپشن کیسز سے متعلق فیصلے نیب سے آئیں گے اور احتساب عدالت سنائے گی، سپریم کورٹ نے اپنے متفقہ فیصلے میں 13 مالی بدعنوانیوں کے حوالے سے نیب کو تحقیقات کرنے کا حکم دیا ہے، ان میں ہل میٹل اسٹیبلشمنٹ کا ریفرنس ہے جو پیسے سعودی عرب سے لندن شفٹ کرنے سے متعلق ہے، فلیگ شپ انویسٹمنٹ کا تعلق دبئی میں کاروبار سے متعلق ہے، کیپیٹل ایف زیڈ ای کا معاملہ تنخواہ اور اقامہ سے متعلق ہے، رمضان شوگر مل قرضہ لے کر واپس نہ کرنے سے متعلق ہے، اسی طرح حمزہ سپننگ مل، محمد بخش ٹیکسٹائل مل، محمد رمضان ٹیکسٹائل قرضہ لے کر واپس نہ کرنے سے متعلق ہے، حدیبیہ پیپر مل قرضہ لے کر کمپنی کو دیوالیہ ظاہر کرنے، معاف کروانے اور لندن میں پراپرٹی خریدنے سے متعلق ہے، اسی طرح اتفاق شوگر مل، انصاف ٹیکسٹائل لمیٹڈ، حدیبیہ انجینئرنگ کمپنی قرضوں اور تحائف کے معاملات سے متعلق 13 ریفرنس دائر کرنے کا نیب کو حکم ملا ہے۔ اس کے علاوہ جو سب سے اہم حکم ہے، وہ اعلانیہ وغیر اعلانیہ کی اثاثوں کی چھان بین سے متعلق ہے کہ نیب ازخود بھی چھان بین کر سکتا ہے۔

یہ وہ سارے ریفرنس ہیں جو کرپشن سے متعلق ہیں جب ان کے فیصلے آئیں گے تو ''مجھے کیوں نکالا گیا'' کا راگ الاپنے والے کو علم ہو جائے گا کہ انہیں کیوں نکالا گیا۔ بات پاناما لیکس سے شروع ہوئی تھی مگر سپریم کورٹ کی سماعت کے دوران مزید حیرت انگیز انکشافات سامنے آئے۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 2014ء کے دھرنے میں اشرافیہ کے جرائم سے متعلق جو حقائق قوم کے سامنے رکھے تھے، ان کی کرپشن کے بارے میں قوم کو جو کچھ بتایا اور سنایا تھا، آج سپریم کورٹ نے ان پر تصدیق کی مہر ثبت کر دی اور ان کی مالی بدعنوانیوں کے خلاف دنیا بھر سے شہادتیں آئیں اور مزید آئیں گی۔ ابھی تک ریفرنس دائر کرنے سے متعلق نیب نے گرم جوشی نہیں دکھائی، تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ ریفرنسز کی مانیٹرنگ کے حوالے سے سپریم کورٹ کے جج کی نگرانی ایک صائب فیصلہ ہے، اس فیصلے سے نیب کو ڈنڈی مارنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ جس طرح جے آئی ٹی کی مانیٹرنگ کیلئے جج کو نگران مقرر کیا گیا تھا اور جے آئی ٹی نے اپنا کام انتہائی ایمانداری اور سبک رفتاری کے ساتھ مکمل کیا، اس دوران جے آئی ٹی ممبران کو سنگین نتائج کی دھمکیاں بھی دی گئیں، کردار کشی کی کوشش بھی کی گئی مگر سپریم کورٹ کی

براہ راست مانیٹرنگ کے باعث معاشی دہشتگرد خاندان تحقیقات کے عمل میں رکاوٹ کھڑی نہ کر سکا اور الحمدللہ آج ایک خائن کا اصل چہرہ قوم کے سامنے آچکا ہے۔

سپریم کورٹ کا فیصلہ خلاف آنے کے بعد نواز شریف نے انقلاب اور نظام بدلنے کی باتیں شروع کر دیں، یقیناً یہ گفتگو کسی صحت مند انسان کی نہیں ہوسکتی، یہ فیصلے کا وہ جھٹکا ہے جس نے دماغ پر اثر کر دیا ورنہ منہ میں سونے کا چمچ لیکر پیدا ہونے والے پیدائشی سرمایہ دار کا انقلاب اور نظریے سے کیا لینا دینا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے 35 سال تک اس ظالم نظام کو پالا پوسا، اسے پروموٹ کیا اور پھر اس سے اپنا خاندانی اقتدار مستحکم کیا، مالی فوائد حاصل کیے، دنیا بھر میں دولت کے ڈھیر لگائے، آف شور کمپنیاں بنائیں، شخصی آزادیوں کو سلب کیا، آئین کو پامال کیا، عوام کو بنیادی حقوق سے محروم رکھا، تعلیم، صحت، روزگار اور فوری انصاف جیسی بنیادی ضرورتیں پوری نہ ہونے دیں، دولت کو مخصوص منصوبہ جات پر خرچ کر کے بڑے بڑے کمیشن لیے، ترقیاتی فنڈز کے نام پر اراکین اسمبلی کو کرپٹ اور لالچی بنایا، اقرباپروری کو پروان چڑھایا اور قومی اداروں میں ایسے لوگوں کو بٹھایا جن کا ماضی لوٹ مار اور کرپشن سے داغدار تھا۔

ایسے عناصر نے قومی اداروں پر مسلط ہو کر ان کو غیر فعال کر دیا، نیب مجرموں کو سزائیں دینے کی بجائے ان کو جزائیں اور دعائیں دینے لگا، ایف بی آر نے ٹیکس چوری روکنے کی بجائے ٹیکس چوروں کو تحفظ دیا، ایف آئی اے نے سائبر کرائم کو روکنے کی بجائے حکمران خاندان کا تحفظ کیا، سٹیٹ بینک میں منی لانڈرنگ کرنے والوں کو بڑے بڑے عہدے دیے گئے، نیشنل بنک جیسے ادارے کو ایک فراڈیے کے ہاتھ گروی رکھا گیا، پولیس کو خاندانی باڈی گارڈ کا درجہ دیا اور اس ظالم نظام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور ان کے کارکنوں پر پاکستان کی زمین کو تنگ کرنے کیلئے ہر ہتھکنڈا اختیار کیا۔

17 جون 2014ء کے دن جو 14 لاشیں گرائی گئیں وہ انقلاب کی آواز دبانے کیلئے گرائی گئیں، اسلام آباد میں 30 اور 31 اگست کی رات نظام بدلنے کی بات کرنے والوں پر بارود کی بارش کی گئی، وہاں بھی لاشیں گرائی گئیں، آج یہ شخص کس منہ سے انقلاب اور نظام بدلنے کی باتیں کر رہا ہے۔ یہ تو جمہوریت کو خاندانی بادشاہت اور ظلم کے نظام سے ہم آہنگ کرنے والا ہے۔ آج بھی ان کے انقلاب کا نعرہ آئین میں سے آرٹیکل 62 اور 63 سمیت ہر اس شق کو نکالنے کیلئے ہے جو امانت اور دیانت کا تقاضا کرتی ہے لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خائن اور اس کا کوئی حواری اب کوئی نیا ڈرامہ نہیں رچا سکے گا۔

نااہلی کے بعد لوٹ مار کی دولت کا حساب کتاب باقی ہے۔ یہاں اس امر کا ذکر انتہائی ضروری ہے کہ نیب آرڈیننس سیکشن 12 کے تحت انکوائری کے آغاز پر ہی جس شخص کے خلاف انکوائری ہو رہی ہو اس کی تمام جائیداد ’’فریز‘‘ کی جاسکتی ہے اور نیب ایسے شخص کو جس کے خلاف انکوائری کا آغاز ہو سیکشن 24 کے تحت گرفتار کر سکتی ہے۔ اسی سال جنوری 2017ء میں ریفرنس نمبر 28/2014 میں میاں مرسل نامی ایک شخص کو لیسکو نے 22 لاکھ روپے کا بل بھجوایا جو غلط بھجوایا گیا تھا، لیسکو نے اس کا کیس نیب کو بھجوا دیا، نیب نے ریفرنس ملتے ہی نہ صرف شہری کو گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا بلکہ اس کی 56 کنال اراضی بھی فریز کر دی تھی، شہری کی طرف سے بارہا درخواست کی کہ اراضی بیچنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ بل ادا کر سکے، نیب نے یہ اجازت بھی نہ دی۔ ہم نیب سے سوال کرتے ہیں کہ وہ شریف خاندان کے معاملے میں انہی قوانین کا استعمال کرنے کے حوالے سے خوفزدہ کیوں ہے؟ اور دوہرے معیار کیوں ہیں؟ ان سطور کے ذریعے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ شریف برادران اور ان کے خاندان کے خلاف بلاتاخیر ریفرنس دائر کیے جائیں اور ریفرنس دائر کرنے کے بعد ان کی تمام جائیدادوں کو فریز کیا جائے اور گرفتار کر کے انکوائری کی جائے۔ اگر نیب کے قوانین پاکستان کے عام شہری پر لاگو ہو سکتے ہیں تو اس شخص پر کیوں نہیں جسے سپریم کورٹ کے ججز نے متفقہ طور پر خائن قرار دیا ہے۔

چیف ایڈیٹر

گزشتہ سے پیوستہ

حسن کلام / ادبِ گفتگو صاحب حلم ہی صاحب علم ہے

شہرِ اعتکاف سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطابات کا خلاصہ

ترتیب و تدوین محمد یوسف منہاجین، معاون طالب حسین سواگی

اِمسال شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہرِ اعتکاف 2017ء میں ''اخلاقِ حسنہ'' کے موضوع پر انتہائی ایمان افروز تربیتی و اصلاحی خطابات فرمائے۔ ان 9 خطابات میں سے پہلے 3 خطابات کی تلخیص ماہ اگست 2017ء کے شمارہ میں شائع ہوچکی ہے۔ بقیہ خطبات کی تلخیص نذرِ قارئین ہے:

4۔ حسنِ کلام، ادبِ گفتگو

۲۴ ویں شبِ رمضان، 19 جون 2017ء کو شہرِ اعتکاف سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ادب الکلام (گفتگو کے آداب) کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا.

''اور عام لوگوں سے (بھی نرمی اور خوش خُلقی کے ساتھ) نیکی کی بات کہنا''۔ (البقرہ:۸۳)

اس آیت میں کلام کرنے کا ادب/ خلق سکھایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے للناس فرما کر ہر ایک کو اس دائرہ میں شامل کردیا کہ ہر طبقہ اور ہر قسم کے لوگوں سے عمدہ طریق سے گفتگو کرو۔ جس طرح اقیموا الصلوۃ اور دیگر عبادات کا حکم دیا اس طرح قولوا فرما کر آداب گفتگو سکھائے۔ یہ حکم بھی دیگر عبادات کی طرح ہے۔ یہ اللہ کے اوامر میں سے ہے، جو اس پر عمل نہیں کرے گا وہ اللہ کے حکم کا نافرمان بنے گا۔ نیز یہ حکم بھی دیا کہ جو بات کرو اس میں خیر بھی ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ میں ایک طرف بات کرنے کا سلیقہ بھی بتادیا کہ اچھے انداز سے بات کرو اور دوسری طرف کلام کا Content بھی بتادیا کہ کلام خیر اور بھلائی پر مبنی ہونا چاہیے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نرمی اور خوش خلقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ.

''اور اگر آپ تُندخُو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے''۔ (آل عمران:۱۵۹)

اس آیت میں تین چیزیں بیان ہوئی ہیں:

۱۔ گفتگو کی درشتی ۲۔ دل کی سختی ۳۔ مخلوق سے وابستگی

گویا پہلی دو چیزوں کو عاشقوں کے ہجوم کے ساتھ جوڑا کہ دل میں خیر خواہی ہو اور کلام میں نرمی ہو تو مخلوق کے ساتھ محبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ برتن بندے کا کلام ہے اور اس میں موجود مشروب اللہ کا پیغام ہے۔ اگر کلام کا برتن اچھا نہ ہوا تو پیغام کے مشروب کو کون پیے گا۔ زبان اگر سخت ہے تو بیان تاثیر نہیں لاتا۔

☆ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ.

''(وہ) رحمٰن ہی ہے۔ جس نے (خود رسولِ عربی ﷺ کو) قرآن سکھایا۔ اُسی نے (اِس کامل) انسان کو پیدا فرمایا۔ اُسی نے اِسے (یعنی نبی برحق ﷺ کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کا) بیان سکھایا''۔ (الرحمن: ۱ تا ۴)

ان آیات میں پیغام ہے کہ جب اللہ نے انسان کو بیان کرنا سکھایا تو اس نے اس بات کو بیان کرنے سے پہلے اپنی

صفت ''الرحمٰن'' کو بیان کیا۔ اس اسلوب سے یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ اے بندے تیرا بیان اس وقت میرا ہوگا جب اس میں رحمت کی جھلک ہوگی۔ الرحمٰن ایک چشمہ ہے اس سے علم القرآن کا پانی نکلا۔ لہذا جب آپ قرآن سکھائیں اور تعلیم و تربیت کریں تو اس میں بھی رحمت کا عنصر نمایاں ہونا چاہئے۔

☆ حضرت ابوشریح ﷜ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! مجھے وہ ایک چیز بتائیں کہ جو مجھ پر جنت واجب کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

طِيبُ الْكَلَامِ وَبَذْلُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ.

''میٹھی گفتگو کرنا، سلام پھیلانا اور کھانا کھلانا''۔

خوش اخلاقی سے بات کرنے والا، نرم مزاج، برتاؤ میں آسان اور دلیل سے مان جانے والے پر دوزخ حرام ہے۔ (حدیثِ مبارکہ)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ الْجَزَاءُ اِلَّا الْجَنَّه.

''مقبول حج کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں''۔

صحابہؓ نے عرض کیا کہ کس چیز نے اس حج کو مقبول بنایا؟

فرمایا: اطعام الطعام وطیب الکلام

معلوم ہوا کہ اگر زبان میں مٹھاس نہیں، دلوں میں سخاوت نہیں تو حج بھی مقبول نہیں۔

☆ حضرت وہب بن منبہ ﷜ روایت کرتے ہیں کہ پوچھا گیا یارسول اللہ! برُ (نیکی) کیا ہے؟ فرمایا:

جس میں تین خوبیاں جمع ہوجائیں اس نے نیکی کو پالیا:

۱۔ سخاوت نفس ۲۔ تکلیف پر صبر ۳۔ عمدہ کلام

گویا من کی کنجوسی (گھٹن، تنگی) ختم ہو تو ہاتھوں اور زبانوں میں سخاوت آتی ہے۔ معاشرے میں ہمیں جو تنگیاں آتی ہیں، یہ نفس کی تنگی ہے۔ نفس میں تنگی و کنجوسی آنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا اللہ پر ایمان و یقین کمزور ہے۔ ہم کسی کو مال/ عزت دینے سے کتراتے ہیں کہ کہیں یہ عزت دار اور مالدار نہ ہوجائے حالانکہ عزت و مال دینے والا اللہ ہے''۔

5۔ تحمل و بردباری: صاحبِ حلم ہی صاحبِ علم ہے

۲۵ ویں شبِ رمضان 20 جون کو شیخ الاسلام نے ہزاروں معتکفین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

دین کا مغز، خلاصہ اور نچوڑ خلقِ حسن، حسنِ معاملہ، حسنِ ادب، حسن سیرت اور خوبصورت برتاؤ ہے۔ دین ہمیں آداب، خصائل، برتاؤ، رویے اور معاملہ کرنے میں نرم دیکھنا چاہتا ہے۔

مذکورہ اخلاق حسنہ کی جملہ تعلیمات کا تعلق ذاتی معاملات سے ہے مگر جب اجتماعی بات آئے تو وہاں اخلاق حسنہ کا تقاضا یہ ہے کہ امام حسین ﷜ کا کردار ادا کیا جائے۔ اگر کوئی ذاتی سطح پر ہمیں تکلیف پہنچائے تو وہاں عفوودرگزر اور تحمل و بردباری کا حکم ہے مگر جہاں دین اور معاشرے کا مسئلہ آئے تو وہاں دین کا دفاع کرنا ہی اخلاقِ حسنہ ہے۔ گویا ظالم کے خلاف کھڑے ہونا اور مظلوم کی مدد کرنا اخلاق حسنہ کا حصہ ہے اور مظلوم کی مدد نہ کرنا بدخلقی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ. (هود، ۱۱:۷۵)

''بے شک ابراہیم (﷤) بڑے متحمل مزاج، آہ و زاری کرنے والے، ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرنے والے تھے''۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم کی تین صفات بیان کیں۔ ان صفات میں پہلی صفت کا تعلق مخلوق سے ہے اور بقیہ صفات کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان صفات کو بیان کرتے ہوئے پہلے تحمل و بردباری کی صفت بیان کی جس کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، ہمارے کلام جیسا نہیں کہ جس لفظ کو جس مرضی ترتیب سے لکھ ڈالیں۔ اللہ کے کلام میں الفاظ کی ترتیب بے معنی و بے جگہ نہیں ہوتی۔ قرآن کی بلاغت کی شان یہ ہے کہ جس جگہ جو لفظ آیا ہے اس سے بہتر کوئی اور جگہ تھی ہی نہیں۔ اسی طرح کوئی صیغہ، حرف، شد اور مد بھی ایسی نہیں جو بہترین جگہ اور بہترین ترتیب کے ساتھ نہ ہو، یہ اعجاز القرآن ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ کے ذریعے پیغام دیا کہ تحمل

و برداشت کو اپناؤ گے تو رب تمہیں بھی اپنا بنالے گا۔ اللہ فرمارہا ہے کہ اے بندے! میرے ہاں گریہ و زاری کرنا ہے تو پہلے میرے بندوں کے ساتھ بردباری کر، تیری اس بردباری کو دیکھ کر تیری گریہ وزاری کی قبولیت یا عدم قبولیت کا فیصلہ کیا جائے گا۔

☆ حضرت ابراہیمؑ کی عمر جب 90 سال تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. (الصافات، ۳۷:۱۰۰)

''میرے اللہ مجھے صالح فرزند عطا فرما''۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا جواب دیا:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ. (الصافات، ۳۷:۱۰۱)

''ہم نے اسے بردبار/تحمل مزاج بیٹے کی خوشخبری دی''۔

معلوم ہوا کہ صالح وہی ہے جس کی طبیعت میں بردباری ہے۔ بردباری کے بغیر صالحیت نہیں ہے۔ غصہ آگ سے ہے اور شیطان بھی آگ سے ہے۔ لہذا غصہ نکال دو اور بردباری اختیار کرو۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عبدالقیس اشجؓ بیٹھے تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

تمہارے اندر دو ایسی خصلتیں ایسی ہیں کہ اللہ ان سے پیار کرتا ہے (اگر اللہ پیار نہ کرتا ہوتو اللہ کے نبی کبھی ایسا نہیں فرماتے)

۱۔ حلم ۲۔ وقار و تمکنت

لہذا ہماری طبیعت میں بردباری، تواضع، انکساری ہو۔ بردباری اور تواضع و انکساری ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔ اگر بردباری نہ ہوتو تواضع و انکساری نہیں آسکتی۔ دوسری صفت یہ بیان کی کہ تحمل کے ساتھ ساتھ طبیعت میں وقار بھی ہو۔ حضور ﷺ اپنے امتی کو اور اللہ اپنے بندے کو نرم اور باوقار دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ دین کا کام کرنے والا باوقار دکھائی دے۔ ستھرا لباس پہنے۔ اس لئے کہ ان اللہ جمیل ویحب الجمال. لہذا طبیعت میں انکسار ہو اور شخصیت میں وقار ہو۔ اللہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ باوقار لگے۔ ایسا وقار کہ اس میں تکبر و رعونت نہ ہو۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا آج میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ کس شخص پر دوزخ حرام کردی گئی ہے؟

فرمایا: جس کی خوش اخلاقی کے باعث لوگ اس کے قریب ہوتے ہیں، وہ شخص جس کی طبیعت اور مزاج میں نرمی ہوتی ہے اور وہ شخص جو برتاؤ کے اعتبار سے آسان سمجھا جائے یعنی دلیل سے بات کی جائے تو مان جاتا ہے۔ اس پر دوزخ حرام ہے۔

قیامت کے دن دنیا کے سارے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقین کے ساتھ دوستی رکھنے والے نفع میں رہیں گے

☆ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:

علم سیکھو اور علم کی خاطر وقار اور بردباری سیکھو۔ وقار اور تحمل سیکھنا علم پر مقدم ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ چاہتے ہیں کہ دین کا عالم پر وقار لگے۔ لہذا علم سیکھنے سے پہلے وقار سیکھو۔ جس عالم کو حکمران ہلکا اور معمولی جانیں اور اس سے نہ ڈریں تو وہ عالم جان لے کہ اس کے پاس علم نہیں، وہ حکمرانوں کا سائل ہے۔ جس کے پاس علم ہوگا اس کے پاس وقار بھی ہوگا۔

☆ امام شافعی فرماتے ہیں: علم کی زینت ورع اور تقویٰ ہے اور ورع وتقویٰ کی روح زہد، بے نیازی اور بردباری ہے۔ سب سے اعلیٰ جوڑ حلم اور علم کا ہے۔ صاحبِ علم وہ ہے جو صاحبِ حلم ہے۔

☆ حضرت عامر الشعبی نے فرمایا: علم کی زینت اہلِ علم کا حلیم ہونا ہے۔ اگر علم کے ساتھ حلم مل جائے تو علم نافع ہوجاتا ہے۔ اس میں فیض اور برکت آجاتی ہے۔ یہ تمام اخلاق حسنہ کے شجر کی فروع ہیں۔ یہ تمام چیزیں حضور ﷺ کے اخلاق میں جمع ہیں۔

6۔ الحب فی اللہ: سنگت اور رفاقت کے ثمرات

رمضان المبارک کی 26 ویں شب، 21 جون کو شیخ الاسلام نے شہر اعتکاف میں موجود حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

ایمان اور اللہ کے قرب کا مدار، آخرت کے بے حساب اجر اور اللہ کی محبت میں ہے یعنی اللہ کے لئے کسی سے محبت کرنا

اور اللہ کی محبت کی خاطر آپس میں محبت کرنا، آپس میں رفاقت اختیار کرنا۔ اللہ کی محبت کی خاطر کسی سے رابطہ وتعلق بنانا اور اس تعلق پر قائم و دائم رہنا۔

جو لوگ اللہ کی تابعداری میں آجائیں اور حضور ﷺ کے ساتھ بھی تابعداری کا تعلق جوڑ لیں تو پھر ان کو جنت میں بھی رفاقتِ مصطفی ﷺ نصیب ہوگی۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. (النساء: ۶۹)

یعنی وفاداری، محبت و اطاعت گزاری کے بدلے میں اللہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت عطا فرماتا ہے۔ قرآن نے شرط لگادی کہ اُس رفاقت کی بنیاد اس دنیا میں رکھنی پڑتی ہے۔ اسلاف اور پہلے زمانے کے لوگ الحب فی اللہ کو الاخوۃ کا نام دیتے تھے۔ اسی کی بنیاد حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے وقت مواخات کی صورت میں رکھی اور مہاجرین و انصار کو ایک دوسرے کا بھائی بنادیا۔ یعنی جو رفاقت جنت میں کام آنی ہے، اس کی بنیاد اس دنیا میں رکھ دی۔ اس تعلق کو قرآن نے اخوت اور رفاقت کا ٹائٹل دیا۔ میں نے 1981ء میں جب تحریک منہاج القرآن کی بنیاد رکھی تو اسی الحب فی اللہ کو زندہ کرنے کے لئے رفاقت کا سسٹم شروع کیا اور اس کو وحسن اولئک رفیقا کے تصور سے اپنایا۔

قیامت کے دن مومنین کا ایک طبقہ ایسا ہوگا کہ ان کو جنت میں بھیجا جائے گا مگر وہ جنت میں جانے سے انکار کردیں گے۔ اس طبقہ سے پوچھا جائے گا کہ جنت میں کیوں نہیں جاتے؟ وہ کہیں گے رفاقت یعنی جو ہماری صحبت و سنگت میں تھے، بھلے وہ ہمارے جیسے نہ بن سکے مگر ہم جنت میں ان کے بغیر نہیں جائیں گے۔ گویا وہ اپنی محبت و رفاقت میں رہنے والے لوگوں کو جنت میں ساتھ لے کر جائیں گے۔ یہ طبقہ اولیاء و صالحین کا ہوگا۔

احادیث مبارکہ میں ہے حضور نبی اکرم ﷺ، دیگر انبیاء کرام، ملائکہ، اولیاء اور صالحین بھی شفاعت کریں گے اور وہ لوگ جنہوں نے ان اللہ والوں کے ساتھ دنیا میں اپنا تعلق بنائے رکھا اُن کی شفاعت کرتے ہوئے اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔

اگر تم اللہ کی وفاداری پر قائم نہ رہو گے تو اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے وہ خود محبت کرتا ہوگا اور وہ بندے اللہ سے بھی محبت کرنے والے ہوں گے (القرآن)

یہ ایک محبت وتعلق ہے جس کی لاج قیامت کے دن اس طرح رکھی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ صحبت، سنگت، تعلق اور رفاقت دنیا و آخرت میں اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے قرآن نے فرمایا:

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ. (الزخرف: ۶۷)

یعنی قیامت کے دن دنیا کے سارے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقین کے ساتھ دوستی رکھنے والے نفع میں رہیں گے۔

سنگت کس طرح کام آتی ہے؟ شیخ الاسلام نے اس تصور کو سمجھانے کے لئے باقاعدہ چند پھل منگوا کر ان کی مثالوں سے وضاحت کی۔ آپ نے فرمایا:

تربوز کا اندرون سرخ اور بیرون سبز ہے۔ مگر اس کے بیرونی سبز رنگ کے چھلکے کا اندرون سفید ہے۔ یہ سفید تہہ اس سرخ کے ساتھ جڑے رہنے اور تعلق کی وجہ سے ہے۔ باہر کا سبز رنگ باہر کے ماحول کی وجہ سے ہے۔ مگر چھلکا موٹا ہونے کی وجہ سے اندرون کا اثر بیرون حصہ پر اثر انداز نہ ہوسکا۔ معلوم ہوا کہ صحبت رنگ بدل دیتی ہے۔

اسی طرح کریلے کا اندرون بھی سفید اور باہر کا رنگ سبز ہے۔ مگر اس کے بیرون سبز چھلکے کا اندرون سفید ہے۔ اس کی جلد بھی موٹی تھی، لہذا اندر کا رنگ باہر نہ آیا۔ مگر جتنا اندرون چھلکے کے ساتھ جڑا رہا چھلکے کا وہ اندرون سفید ہوگیا۔

دوسری طرف کیلے کا چھلکا پتلا تھا، لہذا اس کا اندرونی رنگ کچھ نہ کچھ باہر کو بھی متاثر کرگیا اور بیرونی رنگ پیلا ہوگیا۔
معلوم ہوا جو جس کے ساتھ جڑا رہتا ہے اس کا رنگ اس پر چڑھ جاتا ہے۔ اگر جلد حسد، بغض، لالچ، غیبت کی وجہ سے موٹی ہوجائے تو اندر کا رنگ باہر نہیں آتا۔
اسی طرح ٹماٹر کا بھی چھلکا ہے مگر اس نے اپنا ظاہری

وجود ختم کرلیا۔ یہ فنا کے درجے پر ہے، جو رنگ اس کے اندر ہے وہی باہر ہے۔ اس کی جلد نہایت پتلی/ لطیف تھی۔ جس نے اندرونی رنگ کا مکمل اثر اپنے اندر جذب کرلیا۔

سنگت کا یہی تصور اصحابِ کہف کے کتے کی مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ جہاں اصحاب کہف جائیں گے وہیں وہ کتا بھی جائے گا۔ جو جس کی سنگت میں ہے، اگر اپنے آپ کو اس تعلق میں فنا کردے تو وہ محبوب کے ساتھ مقام و درجہ پاتا ہے۔

یہی نظام بندوں کا ہے جو بندے اللہ والوں کے ساتھ اپنا تعلق/ رفاقت کی پختگی قائم کرلیتے ہیں اور متابعت جاری رکھتے ہیں ان پر ان کا رنگ چڑھا رہتا ہے۔ وہ لوگ جو آپس میں اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں اور اخوت کے رشتے میں اللہ کی وجہ سے آپس میں ملتے ہیں اور اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں، ان لوگوں کو نور کے منابر پر بٹھایا جائے گا، اللہ ان کو اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا۔ ان سے محبت کرنا اللہ نے اپنے اوپر واجب کرلیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ولایت، اللہ کے لئے محبت کو بنیاد بنانے میں ہے۔ طرزِ عمل، سوچ، رویہ ہر ایک کی بنیاد الحب فی اللہ ہو تو ولایت عطا کی جاتی ہے۔ جو اللہ کے لئے محبت کرنے والا نہیں بنا، اس کو ایمان کا ذائقہ ہی نہیں ملا، خواہ وہ جتنی مرضی عبادت کرلے۔ اللہ کی دوستی انہی کو ملتی ہے جو اپنی دوستیوں کی بنیاد اللہ کی دوستی پر رکھتے ہیں۔

7۔ ارادہ اور محبتِ الٰہی کے ثمرات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے لیلۃ القدر کے عالمی روحانی اجتماع (۲۷ ویں شب رمضان/ 22 جون) سے ارادہ اور محبتِ الٰہی کے ثمرات کے موضوع پر والذین امنوا اشد حبا للہ کو موضوعِ خطاب فرماتے ہوئے فرمایا:

اللہ سے شدید محبت اہل ایمان کی علامت ہے۔ شدید محبت سے مراد عشق ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت ۳۱ میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ.

اس آیت مبارکہ میں دو باتیں ارشاد فرمائیں:

۱۔ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اللہ کی محبت کا راستہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی اتباع کرو، نتیجتاً اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

۲۔ اللہ نے اس آیت میں اپنے محبوں اور محبوبوں دونوں کا ذکر کیا۔ ایک ہی آیت میں واضح کردیا کہ اللہ سے دوہرا رشتہ ہے، وہ لوگ جو اللہ سے محبت کرتے ہیں، وہ اللہ کے مرید ہوتے ہیں اور جن سے اللہ محبت کرتا ہے وہ اللہ کی مراد ہوجاتے ہیں۔

سورۃ المائدہ میں فرمایا: اگر تم اللہ کی وفاداری پر قائم نہ رہو گے تو اللہ ایسی قوم لائے گا جن سے وہ خود محبت کرتا ہوگا اور وہ بندے اللہ سے بھی محبت کرنے والے ہوں گے۔

آپ ﷺ کی مجلس علم، حیاء، صبر و شکر، امانت و دیانت کا خزانہ ہوتی۔ آپ ﷺ نے ریاء، کثرتِ کلام اور بے مقصد بات سے خود کو بچا رکھا تھا

تحریک منہاج القرآن میں ہم اپنے تعلق والوں کے لئے لفظ مرید کا استعمال نہیں کرتے۔ اس لئے کہ میں سوچتا ہوں کہ پتہ نہیں میں ابھی خود بھی مرید ہوا ہوں یا نہیں۔ ہمارے ہاں رفقاء ہوتے ہیں۔ مرید بنایا جاتا ہے مگر اپنا نہیں بلکہ اللہ کا مرید ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ سن لیں! اگر اللہ کے مرید ہوں گے تو اللہ اس واسطہ سے ہمیں اپنی مراد بنالے گا۔

جو اللہ کے لئے اپنے ارادہ میں خالص ہوجائے اسے مرید کہتے ہیں۔ ارادۂ ثواب، طلبِ جنت، طلبِ درجات، طلبِ عزت، طلبِ رزق میں نہیں بلکہ ارادۂ محبت میں اس کے لئے خالص ہوجاؤ۔ اس سے اس کی محبت، رضا اور قربت چاہو۔ اس سے صرف اسی کو چاہو۔ ارادہ جب اس کے ارادے میں فنا ہوجائے، صرف وہی چاہت ہوجائے تو ارادہ میں اس درجہ کی خالصیت کے حامل کو مرید کہتے ہیں، یہ درجہ محبت ہے۔ ارادہ کی تعریف اولیاء وصلحاء کے نزدیک یہ ہے کہ دل کا اللہ کی طلبِ محبت و عشق اور چاہت کے لئے بیدار ہوجانا۔ یہ دل کی کیفیت ہے۔ اس لئے اولیاء نے کہا کہ مرید وہ ہے جس کے ارادہ میں اللہ کے سوا کسی کا ارادہ نہ رہے۔

یہ درجہ ہر ایک طبقہ میں ہے۔ اگر اللہ اپنے بندے کو چاہنے لگے تو وہ بندے مراد ہوجاتے ہیں۔ انبیاء میں بھی کئی

> **کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کا دل استقامت پر نہ آجائے اور دل کا استقامت پر آنا زبان کی صفائی و مٹھاس پر منحصر ہے**

مرید اور کئی مراد تھے۔ حضرت موسیٰ اللہ کے مریدوں میں اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ قرآن سے ان کی مریدی کا اظہار کچھ اس طرح سامنے آتا ہے، جب انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ.

تو میرا سینہ کھول دے۔

یہ شان مرید کی ہے کہ وہ درخواست کررہا ہے۔

جبکہ حضور ﷺ کو اللہ نے مراد بنایا ہے، ان کے لئے فرمایا: اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ.

موسیٰ سینے کے کھولنے کی دعا کررہے ہیں جبکہ یہاں اللہ خود حضور نبی اکرم ﷺ کے سینے کے کھولنے کی بات کررہا ہے۔ مرید اللہ سے طلب کرتے ہیں جبکہ مراد کو خود اللہ عطا کرتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کی مریدی کوہِ طور پر 40 راتوں کے وقت کمال پر تھی۔ عرض کیا:

رب ارنی انظر الیک یہ ان کی ارادت کا کمال ہے۔

حضور ﷺ کا درجہ مراد کا ہے۔ ان کے لئے اللہ خود نے فرمایا:

قد نری تقلب وجھک فی السمآء.

محبوب ہم تیرے چہرہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا .

ہم ہر وقت تمہیں تکتے رہتے ہیں۔

یہ مراد کا کمال ہے۔

اس موقع پر شیخ الاسلام نے اولیاء و صالحین سے محبتِ الٰہی کے حوالے سے متعدد واقعات اور اقوال بھی ارشاد فرمائے۔

8۔ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس: خلقِ عظیم کا پیکرِ جمیل

۲۸ ویں شبِ رمضان 23 جون کو شیخ الاسلام نے حضور نبی اکرم ﷺ کے عملی اخلاق کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

چشمِ تصور میں حضور ﷺ کے عملی پیکرِ خلق کو دیکھیں تا کہ ہمیں اپنے اخلاق کو تبدیل کرنے کا عزم نصیب ہوسکے۔

حضور ﷺ کو اللہ نے خُلق اور خَلق میں حسین ترین پیکر بنایا ہے۔ حسن کا ایسا پیکر اللہ نے پیدا نہیں کیا۔ جس کو جو بھی جمال اور حسن ملا وہ حضور ﷺ کے واسطے سے ملا ہے اور آپ ﷺ کے ذریعے ہی حسن کی تقسیم ہوئی ہے۔ خُلق کا حُسن، خَلق کا حُسن بن کر چمکتا ہے، باطن کا حُسن ظاہر پر حُسن بن کر چمکتا ہے۔ لہذا حضور ﷺ کے اخلاق کو اپنائیں۔

حضرت امام حسن ؓ، حضرت ہند بن ابی طالب ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ہر گفتگو ایک فکر پر قائم ہوتی۔ آپ کی گفتگو مخلوق، آخرت، امت، حقدار کے غم کے فکر کے بغیر نہ ہوتی۔ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ بے فکر نہ ہوتا۔

☆ حضور ﷺ کا مزاج بڑا نرم تھا۔ گفتگو میں کسی کی اہانت نہ کرتے۔ اگر کسی میں بھی کوئی نعمت ہوتی۔ اس کی تعظیم و اظہار کرتے۔ حق بات کہتے اور حق بات کہنے کی ترغیب دیتے۔ حق کی مخالفت کو برداشت نہ کرتے تھے اور حق کو بہر صورت غالب کرتے۔ اپنی ذات کے لئے غصہ نہ فرماتے مگر جب کسی پر ظلم ہوتا تو غصہ فرماتے۔ اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام لینے والے نہ تھے۔

☆ امام حسین ؓ، حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا کہ حضور ﷺ کے اپنے گھر کے اندر کے معمولات کیا تھے؟ حضرت علی ؓ نے جواب دیا: حضور ﷺ گھر کے اندر اپنے معمولات کے تین حصے کرتے:

۱۔ گھر والوں سے ملاقات ۲۔ اللہ کی عبادت کا وقت

۳۔ آرام کا وقت

اس آخری آرام کے وقت میں بھی چند چیدہ چیدہ اُن احباب و اصحاب سے ملاقاتیں کرتے جن کو آپ ﷺ نے تنظیمی وانتظامی ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں۔ ان خواص اصحاب کو بلاتے اور ہدایات جاری فرماتے۔ انہیں عام اصحاب کی رہنمائی کے لئے تیار کرتے، ان کے ذریعے عام مسلمانوں تک بات پہنچاتے۔ گویا کچھ باتیں حضور ﷺ براہ راست عام مسلمانوں کو سمجھاتے اور کچھ باتیں خواص کے ذریعے عوام کو پہنچاتے۔

☆ حضرت امام حسین ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ جب گھر سے باہر ہوتے تو لوگوں

سے کیسا برتاؤ ہوتا؟ فرمایا:

حضور ﷺ بے معنی چیزوں اور بے مقصد باتوں سے پرہیز کرتے۔ لوگوں کو جوڑتے، تالیفِ قلب فرماتے۔ جس بھی قوم کا عزت مند شخص آتا حضور ﷺ اس کو بھی عزت دیتے۔ غیر مسلم قبائل کے سردار آتے تو ان کو بھی عزت دیتے، اس سے ان کی تالیف قلب ہوتی۔

اگر کسی شخص کے اندر کوئی شر ہوتا تو حضور ﷺ اس سے خود بھی بچتے اور صحابہ کو بھی بچنے کی تلقین کرتے۔ مگر رویہ خوش خلقی کا رکھتے۔ جو حضور ﷺ سے ملتا، آپ ﷺ اس کے حال احوال پوچھتے، ذاتی گھر کے معاملات پوچھتے۔ آنے والے لوگوں سے ان کے قبائل اور علاقے کے واقعات بھی دریافت کرتے اور اگر کہیں ظلم ہوا ہے تو اس کی تفصیل بھی معلوم کرتے تاکہ ظالم کو پکڑا جاسکے اور مظلوم کی مدد کی جاسکے۔ اچھی بات کی حوصلہ افزائی کرتے اور بری بات کو ناپسند کرتے۔

☆ حضور نبی اکرم ﷺ کے تمام معمولات میں اعتدال تھا۔ کسی جگہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ، طبیعت، مزاج میں انتہا پسندی نہ تھی بلکہ اعتدال تھا۔ عبادات اور معاملات میں اعتدال تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے تمام معمولات میں نظم بھی کمال پر ہوتا۔

☆ صحابہ کرام میں سے آپ ﷺ کے مقرب ہونے کا پیمانہ یہ تھا کہ وہ اصحاب جو علم، لوگوں کی غم خواری، لوگوں کی اعانت کرنے میں اعلیٰ ہوتے، اعلیٰ اخلاق میں جو جتنا زیادہ ہوتا اس کی حضور ﷺ اتنی ہی حوصلہ افزائی کرتے تاکہ اور لوگ بھی اس قرب کے لئے ان اوصاف کو اپنائیں۔

آپ ﷺ کی کوئی گفتگو مخلوق، آخرت، امت اور حق دار کے غم کے فکر کے بغیر نہ ہوگی۔ آپ ﷺ کی زندگی کا کوئی لمحہ بے فکر نہ ہوتا

☆ حضور ﷺ کی مجلس 5 چیزوں کا خزانہ ہوتی:

۱۔علم ۲۔حلم و بردباری ۳۔حیا

۴۔صبر وشکر ۵۔امانت و دیانت

☆ آپ ﷺ نے 3 چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا:

۱۔ ریاء ۲۔کثرتِ کلام ۳۔بے سود و بے مقصد بات

☆ آپ ﷺ نے اپنے اہل مجلس کو 3 چیزوں سے بچا رکھا تھا:

۱۔کسی کی مذمت نہ کرنا ۲۔کسی کو اس کے عیب پر شرمندہ نہ کرنا ۳۔کسی کے عیب تلاش نہ کرنا۔

☆ اگر کوئی آپ کی مجلس میں مسکراتا، ہنستا تو آپ ﷺ بھی اس کی دلجوئی کے لئے مسکراتے اور تعجب کا اظہار کرتے۔ گویا ان کے جذبات اور احساسات کے ساتھ شریک رہتے۔ یعنی اپنے آپ کو اُن کے جذبات واحساسات سے الگ تھلگ نہ کرتے۔

حضور ﷺ کے اخلاق کا یہ بیان اس امید سے کیا ہے کہ ہم اپنے اخلاق کو حضور ﷺ کے اخلاق سے روشنی لیتے ہوئے سنواریں۔ جو کوئی جتنا لے سکتا ہے ضرور اس سے لے اور اس کا کچھ رنگ اپنے اوپر چڑھالیں۔ یہ ہمارے اعتکاف کا ماحصل ہے۔ اس کو پوری زندگی اپنا زیور بنائیں، اسی سے دنیا وآخرت میں نجات ممکن ہے۔

9۔ دل کی صفائی جنت کی ضمانت ہے

امسال رمضان المبارک کی ۲۹ ویں شب 24 جون کو شیخ الاسلام نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

اخلاق حسنہ، خوبصورت برتاؤ، خوبصورت دل، نرم زبان، کھلا ہوا چہرہ اور دوسروں کے لئے نرمی وشفقت ہونا دین کی اصل روح ہے۔ اگر ہم طبیعتوں اور مزاجوں میں یہ خوبیاں پیدا نہیں کرسکتے تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری عبادتوں کا محتاج نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ اس نے یہ احکام اس لئے دیئے تاکہ اطاعت کے طریق سے ہمارا باطن سنور جائے۔ دلوں میں سخاوت آجائے اور نفس سے کدورت نکل جائے۔ اگر یہ خوبیاں پیدا نہیں ہوتیں تو طاعات وعبادات بے کار ہیں۔

اخلاقِ حسنہ کی اعلیٰ ترین علامت یہ ہے کہ دل میں کسی کے لئے حسد، تنگی، خشکی اور سختی نہ ہو۔ جس شخص کو اللہ کوئی نعمت دے، اس سے دل میں حسد نہ آئے اور دل میں میل نہ آئے۔ احادیث مبارکہ کے مطابق ایسے ہی شخص کے لئے آقا ﷺ نے جنت کی ضمانت دی ہے۔ کوئی شخص اپنی عبادات کے قبول ہونے کی ضمانت اور دعویٰ نہیں کرسکتا۔ مگر صرف یہ کہ دل صاف

ہوجائیں۔ اگر دل میں صفائی ہوجائے کسی کے لئے حسد، بغض، عناد، میل نہ ہو، کسی کا برا نہ چاہے بلکہ ہر ایک کا خیر خواہ ہوجائے تو یہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ اس کی قبولیت کی ضمانت حضور ﷺ نے دے دی ہے۔ اس لئے کہ **انما الاعمال بالنیات**. اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔

جو اللہ کیلئے اپنے ارادہ میں خالص ہوجائے اسے مرید کہتے ہیں۔ ارادۂ ثواب، طلبِ جنت، طلبِ درجات، طلبِ عزت، طلبِ رزق میں نہیں بلکہ ارادۂ محبت میں اس کیلئے خالص ہوجاؤ

نیت دل کے ارادہ کا عنوان ہے۔ اعمال دنیا دیکھتی ہے مگر دل کی کیفیت اللہ دیکھتا ہے۔ دل کی صفائی کی وجہ سے تھوڑا عمل بھی کثیر عمل میں بدل دیا جاتا ہے۔ اگر دل میں غلاظت ہو، دوسروں کے لئے برائی ہو تو سجدے بھی اس کے حال کو بدل نہیں سکتے۔ اس امر کا تعلق طبیعت کی سخاوت کے ساتھ ہے۔ اگر دل میں اللہ بس جائے، دل اللہ سے جڑ جائے تو وہ شخص کیسے گوارا کرے گا کہ اس دل میں پلیدی آجائے۔ ہم کسی مشروب و طعام کو گندے برتن میں نہیں ڈالتے تو اللہ اس دل میں اپنی محبت کیسے ڈالے گا جس دِل میں حسد، بغض، کینہ اور رذائل کی غلاظت ہو۔

یاد رکھیں! جس طرح ظلمت اور نور اکٹھے نہیں رہ سکتے، اسی طرح اللہ کی ذات کے ساتھ اخلاص، صدق، محبت، القاء، عطاء اور سخا اس دل میں نہیں آتی جس میں اللہ کی مخلوق کے لئے پلیدی ہو۔ عیب تلاش کرنے والے کے دل میں اللہ خیر نہیں ڈالتا۔ جس طبیعت میں تنگی اور غلاظت ہو اس پر وہ اپنا کرم نہیں کرتا۔ یہ نفس کی سخاوت، دلوں کی وسعت و طہارت اور مزاج کی سخاوت ہے کہ کسی کے عیب کو بندہ تلاش نہیں کرتا۔ ظاہر، باطن کا عکاس ہے۔ اگر کوئی دوسروں کے عیب تلاش کرتا اور بیان کرتا ہے تو اس کا دل صاف نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کا دل استقامت پر نہ آجائے اور دل کا استقامت پر آنا زبان کی صفائی و مٹھاس پر منحصر ہے۔ جس زبان پر کسی کا نقص اور عیب نہیں آتا، اس کا دل نقص اور عیب سے پاک ہے۔ اس دل میں اللہ قیام کرتا ہے اور جس دل میں اللہ قیام فرمائے، کعبہ اس دل کا طواف کرتا ہے۔ اس سوچ سے طرزِ فکر، زندگی اور مزاج بدل جاتا ہے اور بندہ سر تا پا سخاوت، جود و کرم اور عفو و کرم کا پیکر ہوجاتا ہے۔

امام قشیریؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ؓ ایک دن رو رہے تھے، کسی نے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: ایک ہفتہ گزر چکا، میرے گھر کوئی مہمان نہیں آیا، ڈرتا ہوں کہ کہیں میں اللہ کی نگاہ میں گر تو نہیں گیا۔

گویا دل صاف ہوجائے تو زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ مزاج، سوچ اور معاملات بدل جاتے ہیں۔ جس دل میں رب رہتا ہے اس جیسا غنی کوئی نہیں۔ اسے دنیاوی محتاجی کا ڈر نہیں رہتا اور اس کے دل میں بھی سخا اور وسعت آجاتی ہے۔

❁❁❁❁❁

اِنتباہ! یہ بات مرکز کے نوٹس میں آئی ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی اور ذیلی فورمز کے بعض عہدیدار اور کارکنان گوادر اور دیگر **ہاؤسنگ سوسائیٹیز** میں پلاٹوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ ان احباب کا ذاتی کاروبار ہے اور تحریک منہاج القرآن کا ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت نہیں ہے۔ لہٰذا احباب اپنے لین دین/نفع نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے اور کسی کو بھی اس حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت مرکز میں لانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

قربانی رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے

جان اور مال کی نعمتوں کے شکر کا بہترین طریقہ اطاعت خداوندی ہے

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ قربانی میں گوشت اور پیسے کا ضیاع ہوتا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کے وجوب کا فلسفہ بیان فرمائیں۔

جواب: ''قربانی'' عربی زبان کے لفظ ''قُرب'' سے ہے، جس کا مطلب ''کسی شے کے نزدیک ہونا'' ہے۔ ''قُرب''، دوری کا متضاد ہے۔ 'قربان' 'قرب' سے مبالغے کا صیغہ ہے۔ امام راغب اصفہانی قربانی کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

القربان مایتقرب به الی الله وصارفی التعارف اسماً للنسیکة التی هی الذبیحة.

''قربانی وہ چیز جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے، شرع میں یہ قربانی یعنی جانور ذبح کرنے کا نام ہے''۔ (المفردات للراغب، ۴۰۸، طبع مصر)

قربانی کے لئے قرآن کریم میں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

۱۔قربانی ۲۔منسک ۳۔نحر

قربانی کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا. (المائدة، ۵: ۲۷)

''(اے نبی مکرم!) آپ ان لوگوں کو آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں (ہابیل و قابیل) کی خبر سنائیں جو بالکل سچی ہے۔ جب دونوں نے (اللہ کے حضور ایک ایک) قربانی پیش کی''۔

قربانی کے لئے لفظ ''منسک'' استعمال کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (الحج، ۲۲: ۳۴)

''اور ہم نے ہر امت کے لئے ایک قربانی مقرر کر دی ہے تاکہ وہ ان مویشی چوپایوں پر جو اللہ نے انہیں عنایت فرمائے ہیں (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں''۔

قربانی کے لئے لفظ ''النحر'' یوں استعمال فرمایا: ارشاد فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. (الکوثر، ۱۰۸: ۲)

''پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیہ تشکر ہے)''۔

پس قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر امت پر نماز و روزہ فرض فرمائے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر قوم پر قربانی لازم کی ہے۔

ہر انسان کو بڑی بڑی تین نعمتیں ملی ہیں:

1۔جان کی نعمت: اس کا شکریہ یہ ہے کہ اپنی تمام صلاحیتوں کو اطاعت خداوندی میں استعمال کیا جائے۔ ہاتھ، پاؤں، زبان اور دماغ سے مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچایا جائے۔

2۔مال کی نعمت: اس کا شکر یہ ہے کہ حلال و جائز ذرائع سے مال حاصل کیا جائے، اللہ کی رضا کے لئے غریبوں ناداروں یتیموں اور حاجت مندوں کو ضروریات زندگی بہم پہنچانے میں اسے خرچ کیا جائے۔ مال میں وہ پالتو جانور بھی شامل ہیں جو قدرت نے ہمارے لئے مسخر فرمائے ہیں۔ جن سے ہمیں اون، کھال، دودھ اور گوشت حاصل ہوتا ہے، ان سے ہم سواری و باربرداری کا کام لیتے ہیں۔ ان کے ایک ایک عضو سے ہمیں بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا شکر یہ ہے کہ ہم ان منافع میں ان کو شریک کریں جو اس نعمت سے

محروم ہیں۔ سوار و بار برداری کی سہولتوں سے ان کو بھی بہرہ مند کریں۔ ذبح کریں تو ان کا گوشت دوسروں کو بھی دیں۔ دودھ جیسی نعمت حاصل ہو تو حسب توفیق ناداروں کو ان کا حصہ ادا کریں۔ ان جانوروں کے ذریعے جوئے جیسا حرام کاروبار نہ چلائیں۔ ان کو آپس میں لڑا لڑا کر لہولہان نہ کریں۔ صرف اللہ کے نام پر ذبح کریں۔ کسی اور کے نام پر ذبح نہ کریں۔ قربانی، دم، تمتع، دم احصار، ہدی، نذر اور دم جنایت کے طور پر جو جانور ذبح کرو، اسے ان تلوثیات سے پاک رکھو، جن سے دور جاہلیت کے مشرک اسے ملوث کرتے تھے کہ جانور ذبح کیا، اس کا خون کعبے کی دیواروں پر لتھیڑ دیا، بتوں کے آستانوں پر لگادیا اور گوشت ضائع کردیا۔

قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ، دوسروں کو بھی کھلاؤ، غریب ہو یا امیر سبھی کھاسکتے ہیں۔

3۔علم کی نعمت: علمِ مفید حاصل کریں، یہ آپ کا پیدائشی حق بھی ہے اور آپ پر فرض بھی۔ اس کی قربانی یہ ہے کہ ہم اس پر عمل کریں۔ اس کو دوسروں تک پہنچائیں اور کوئی علمی بات کسی سے نہ چھپائیں، نہ لالچ سے نہ کسی کے ڈر سے۔

ظاہر ہوا کہ قربانی مسلمانوں پر حسبِ توفیق لازم ہے۔ سورۂ کوثر میں نماز اور قربانی کا ایک ساتھ جمع ہونا اس بات کا غماز ہے کہ جس طرح نماز اپنی شرائط کے ساتھ اوقاتِ مقرر پر لازم ہے اسی طرح قربانی بھی اپنی شرائط کے ساتھ اوقات مقررہ پر لازم ہے۔ جیسے نماز کسی خاص مقام کے ساتھ مقید نہیں، ہر جگہ کے لئے عام ہے، اسی طرح قربانی بھی کسی مخصوص جگہ کے لئے نہیں بلکہ ہر جگہ کے مسلمانوں کے لئے حکم شرعی ہے۔

حضرت عائشہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَاعَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عملاً اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هَراقَةِ الدَّمِ واِنّه لَيَاْتِى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاشعارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ على الارض فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا.

''ابن آدم نے قربانی کے دن خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ خدا کے حضور پسندیدہ کوئی کام نہیں کیا اور بے شک وہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو''۔

(سنن ابن ماجہ، جلد۲، باب ثواب الاضحیہ، رقم: ۱۰۴۵)

پس جو قربانی صدق و اخلاص سے دی جائے اس قربانی کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت پا جاتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ قَالَ رَاَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

''رسول اللہ ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے اپنے ہاتھ سے قربانی کے لئے ذبح فرمائے۔ میں نے حضور ﷺ کو ان کے پہلوؤں پر قدم رکھے دیکھا اور بسم اللہ اللہ اکبر فرماتے جاتے بسم اللہ، اللہ اکبر''۔

اپنے ہاتھ سے قربانی کرنے میں حکمت یہ ہے کہ عمل قربانی میں انسان کی اپنی دلچسپی ہو۔ اگر آپ نے قربانی کا جانور قصاب کے حوالے کر دیا اور خود کسی اور کام میں مصروف ہوگئے تو اس طرح سے قربانی ہو جاتی ہے لیکن اس میں اس دلچسپی کا مظاہرہ نہ ہوسکا جتنی دلچسپی کا اظہار خون گراتے وقت ظاہر ہونی تھی کیونکہ قربانی کا فلسفہ محض جانور ذبح کر دینا اور گوشت تقسیم کرنا نہ تھا بلکہ ہاتھ سے اس جانور کا خون بہانا تھا۔ جب خون بہانے کا کام انسان نے اپنے ہاتھ سے نہ کیا تو عمل قربانی میں حسن نیت اپنے کمال کو نہ پہنچی۔ اس لئے سنت یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے کی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا۔ جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو یعنی اس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں، وہ قربانی کے لئے حاضر کیا گیا۔ فرمایا عائشہ! چھری لاؤ، پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرو میں نے تیز کردی پھر آپ نے چھری پکڑی، مینڈھا لٹایا، اسے ذبح کیا پھر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ.

''الٰہی محمد ﷺ، آپ کی آل اور آپ کی امت کی طرف سے قبول فرما''۔

قربانی میں مقصود گوشت نہیں ہوتا بلکہ قربانی کے عمل کی روح صرف چُھری چلاکر بسم اللّٰہ، اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کے نام پر خون بہا دینا ہے۔ پس اس خون کے قطرے کے گرانے کو قربانی کہتے ہیں جبکہ گوشت کی تقسیم کا معاملہ، عام صدقے کی طرح ایک صدقہ ہے۔ جس طرح آپ اس قربانی کے علاوہ غرباء میں گوشت تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

نیز یہ بھی کہ قربانی کے گوشت کی تقسیم کا ایک سنت طریقہ ہے کہ اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے ایک غرباء کے لئے، ایک حصہ رشتہ داروں کے لئے اور ایک حصہ اپنے لئے لیکن اگر اپنی فیملی کے احباب زیادہ ہوں تو خود دو حصے بھی رکھ سکتے ہیں اور اگر دو حصے بھی کفایت نہ کریں تو سارے کا سارا گوشت خود بھی رکھ سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قربانی کا مقصود صرف گوشت کی تقسیم نہیں بلکہ مقصودِ قربانی اللہ کی رضا کے لئے اس کے نام پر خون بہانا ہے۔ مقصود گوشت کی تقسیم نہیں، اگر مقصود گوشت کی تقسیم ہوتی تو یہ عمل تو سال بھر ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اس عید کو عید قربان جس سبب سے کہا جاتا ہے وہ گوشت کی تقسیم نہیں، بلکہ اللہ کی رضا کے لئے اس خون کو گرانے کا عمل ہے، جس سے بندے کو اللہ کا قرب عطا ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے جان کے نذرانے کی علامت کے طور پر خون گرایا جاتا ہے۔

سوال: قربانی کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر شرعِ متین میں بیان کردہ قربانی کی تمام شرائط کسی شخص کے ہاں موجود ہوں، تو اس پر قربانی واجب ہے اور اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس صورت میں قربانی واجب نہیں بلکہ سنت و نفل ہوگی۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

1۔ مسلمان ہونا، چنانچہ غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

2۔ مقیم ہونا، چنانچہ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

3۔ مالک نصاب ہونا، اس سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کا تجارت کا مال یا اتنی مالیت کا ضروریات زندگی سے زائد سامان ہو اور اس پر اتنا قرضہ نہ ہو کہ جسے ادا کرنے سے مذکورہ نصاب باقی نہ رہے۔

4۔ بالغ ہونا، چنانچہ نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔ نابالغ شخص صاحبِ نصاب ہی کیوں نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔

قربانی کا وجوب قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. (الکوثر، ۱۰۸: ۲)

''پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیہ تشکرّ ہے)''۔

درج بالا آیتِ مبارکہ میں اِنْحَرْ صیغہ امر ہے اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب امر کو مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے وجوب مراد ہوتا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے قربانی کا واجب و ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ عَلٰی اَهْلِ بَيْتٍ فِی کُلِّ عَامٍ اُضْحِيَّةً.

''اے لوگو! ہر سال ہر گھر والے پر ایک قربانی واجب ہے''۔

(احمد بن حنبل، مسند احمد، ۴: ۲۱۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ کَانَ له سعة فلم يضح ، فلا يقربن مصلانا.

''جو آسودہ حال ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔''

(ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۱۲۳)

مذکورہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کرنے کا حکم فرمایا اور قربانی نہ کرنے والوں پر اظہار ناراضگی فرمایا ہے۔ ناراضگی کا اظہار اسی مقام پر ہوتا ہے جہاں کوئی چیز واجب و ضروری ہو۔ ❁❁❁❁❁

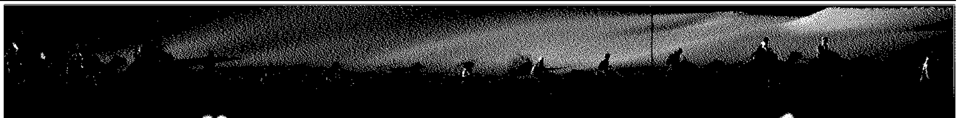

صحابہ کرامؓ کی باہمی شفقت و ہمدردی اور حضرت عمر فاروقؓ کا کردار

سکینڈے نیویا کے ممالک میں سوشل ویلفیئر کے قوانین ”عمر لاز“ کہلاتے ہیں

رفاہ عامہ کے اداروں کا تصور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے احکام و انتظام سے حاصل ہوا

یوم شہادت پر خصوصی تحریر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

رسول اللہ ﷺ نے جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس اخوت و مساوات کی لڑی میں پروکر ان میں جو باہمی شفقت و ہمدردی اور جذبۂ ایثار وحسن سلوک پیدا کیا تھا، اسے تمام خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے مزید تقویت دی اور اس پر خود بھی عمل کیا اور امت سے بھی کروایا۔ خصوصاً سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا کردار نمایاں اور قابل تقلید ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس جماعت مقدس، رضی اللہ عنہم، کے اوصاف ستودہ اور امتیازی خصائص پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ ۗ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ . (الفتح، ۴۸: ۲۹)

”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (ﷺ) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں“۔

یہاں پر جماعت صحابہ کرامؓ کی جو امتیازی شان بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ حفاظت و دفاعِ اسلام میں کفار کے مقابلے میں سخت موقف اختیار فرماتے ہیں مگر آپس میں وہ سراپا رحمت و شفقت اور ہمدردی و غمخواری کا رویہ رکھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس روش کو اپنے قول و عمل سے مزید تقویت دی مگر اس میں تمام صحابہ کرامؓ نے بھی عمل کیا اور پورا پورا تعاون کیا۔

اس تعاون کی عملی صورت کا ایک پہلو باہمی مشاورت اور اس میں آزادانہ رائے دینا ہے۔ اس سے قوم میں خود اعتمادی کے ساتھ ساتھ باہمی اعتماد اور بھروسہ بھی مضبوط ہوتا ہے۔ یہ زندگی کی روح بھی ہے اور اس سے اہلیت اور صلاحیت کی قدر و قیمت بھی بڑھ جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ اہلیت اور صلاحیت کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ باہمی مشاورت میں ہر شخص کی آزادانہ رائے دوسروں سے مختلف بھی ہوتی ہے اور یہ قدرتی بات ہے۔ اختلاف رائے مستحسن و مفید ہے اور اس میں کوئی قباحت ہرگز نہیں ہے۔ آراء کا یہ آزادانہ اختلاف معاملات کے حسن و قبح کو کھول کر واضح کر دیتا ہے اور اس سے اعتماد کو تقویت ملتی ہے۔ اس اختلاف رائے کے متعلق فرمان نبوی ہے:

اختلاف امتی رحمة ”میری امت کا باہمی اختلاف رائے باعث رحمت ہے“۔

کیونکہ یہ صحتمندانہ اختلاف بھرپور زندگی اور فعال قوت کے مترادف ہے۔ یہ زندہ دلی اور آزادی کی علامت ہے۔

درسگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں تعلیم و تربیت پانے والے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے (ان سب پر خدائے تعالیٰ کی رحمتیں اور خوشنودیاں ہمیشہ جاری و ساری رہیں) اس اختلاف رائے کو برحق اور جائز سمجھنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی جانتے اور دل سے مانتے تھے کہ یہ اختلاف رائے صرف زندہ ضمیر کی آواز ہے جسے کسی صورت دبا کر نہیں رکھنا چاہئے بلکہ اس کا برملا اظہار ہوتے رہنا چاہئے کہ یہ تعدد اور تنوع کے رنگ پیش کرتی ہے اور آراء کے اس تعدد اور تنوع میں برکت ہے۔ ان متعدد و متنوع آراء میں سے بہترین رائے کا انتخاب کر کے صراط مستقیم نکالنا بے حد

آسان ہوجاتا ہے۔

جماعت صحابہ کرامؓ، رسول اللہ ﷺ کی تربیت یافتہ جماعت ہے۔ تاریخ انسانی میں یہ پہلا موقع تھا جب دار ارقم مکہ مکرمہ اور پھر صفہ مسجد نبوی مدینہ منورہ میں اصلاح و فلاح انسانیت کے لئے شروع کی گئی ہمہ جہت اور ہمہ گیر تحریک کے لئے تربیت یافتہ کارکن تیار کئے گئے۔ دنیا کو پہلی بار یہ پیغام ملا کہ ہمہ گیر انقلاب برپا کرنے کے لئے کارکنوں کی تعمیر سیرت اور کردار سازی کرنا پڑے گی۔ اس کے بعد دنیا کی ہر تحریک نے اس سنت نبوی ﷺ کی خوشہ چینی اور معاشرہ میں تبدیلی لانے کے لئے تربیت یافتہ کارکن کو ناگزیر قرار دیا۔

اس سنت نبوی ﷺ سے یہ پیغام بھی ملا کہ انسان خود بخود نہیں بنتے سنورتے بلکہ انہیں بنانا اور سنوارنا پڑتا ہے مگر مسلمان

حضرت عمرؓ سب سے پہلے مسلمان حکمران ہیں جنہیں بیک وقت براعظم ایشیا اور افریقہ پر حکمرانی کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی طرح تاریخ عرب و اسلام میں ”الفاروق“ کا لقب بھی سب سے پہلے انہیں کے حصے میں آیا۔

اپنی اولاد اور نئی نسل کی تربیت، تعمیر سیرت اور کردار سازی سے اکثر و بیشتر غافل چلے آتے ہیں۔ مگر ہمارے رسول اکرم ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدینؓ خصوصاً سیدنا عمر بن الخطاب ﷺ نے اس ضرورت کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ پھر عملی طور پر اسے نافذ کیا اور اپنے عمال و حکام کو بھی بڑے زور دار انداز میں تاکیدی احکام صادر فرماتے رہے، جیسا کہ ان کے خطوط سے واضح طور پر ثابت ہے۔ عمال کے علاوہ عامۃ المسلمین کے نام بھی اس قسم کے خطوط و احکام دربارِ فاروقی سے صادر ہوتے رہے۔ مسلمان معاشرہ کے نام ان کا یہ حکم تو ہر عرب اور عربی دان کی زبان پر ہے کہ

علموا اولادکم العربیة وتعلموها فانها من دینکم

خود بھی عربی زبان سیکھتے رہو اور اپنی اولاد کو بھی سکھاتے رہو کیونکہ عربی تو تمہارے دین کا حصہ ہے۔

صحابہ کرامؓ چونکہ وحی ربانی اور ارشادات نبوی ﷺ کے اولین مخاطب اور امین تھے اس لئے ان نفوس قدسیہ کو زبان نبوت نے بارہا یہ تاکیدی حکم دیا تھا کہ **بلغوا عنی ولو آیة** (میرا پیغام لوگوں تک پہنچا دو خواہ ایک آیت ہی ہو) یہ بھی فرمایا کہ جو حاضر ہے وہ غائب تک بات پہنچادے۔

قرآن و حدیث کی بنیاد پر صادر ہونے والے ان احکام نبوی ﷺ میں جو باتیں بے حد اہم اور نمایاں ہیں ان میں یہ بھی شامل ہے کہ دنیا میں قیام امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے دنیا میں عدل و انصاف قائم ہو، ہر حقدار کو اس کا حق ملے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ منصفانہ حق ملنے سے جب لوگ پرسکون اور مطمئن ہوجائیں گے تو انسانی معاشروں میں امن وسکون خود بخود قائم ہوجائے گا۔ حضرت عمرؓ وہ عظیم و جلیل حکمران ہیں جنہوں نے اپنی وسیع وعریض سلطنت میں عدل و انصاف قائم کیا۔ چنانچہ ان کے عہد خلافت میں امن و اطمینان بھی عام ہوگیا، ملک کے کسی کونے میں بھی بدامنی کا کوئی نشان بھی نہ تھا، مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک ایک اکیلی بڑھیا ہاتھ میں سونا اچھالتی جاتی تھی، اسے کسی امن دشمن قوت کا ڈر نہ تھا۔ عراق و ایران تک چونکہ پورے ملک پر فاروقی عدل و انصاف کا سایہ تھا اس لئے ہر طرف جہاں خوراک کا تسلی بخش انتظام تھا وہاں سواری و بار برداری کے لئے جانور بھی دستیاب ہوتے تھے۔

حضرت عمر فاروق ﷺ تاریخ میں پہلے حکمران ہیں جنہوں نے امن عامہ کے تحفظ کے لئے پولیس کا محکمہ قائم کیا اور سراغ رسانی کا محکمہ کونے کونے سے پل پل کی خبر دینے کے لئے موجود تھا۔ فاروق اعظم ﷺ کی قلمرو میں کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا اور نہ کوئی لاوارث یا بے سہارا ہوتا تھا۔ شہری سہولتوں میں کسی جنسیت یا مذہب کا کوئی فرق و امتیاز نہ تھا۔ ہر نادار اور بے سہارا کے لئے سرکاری بیت المال کے دروازے کھلے تھے۔ یہاں تک کہ سکینڈے نیویا کے ممالک میں آج سوشل ویلفیئر کے جو قوانین نافذ ہیں وہ بھی عمر لاز (Omer Laws) کہلاتے ہیں۔ خدمتِ خلق اور رفاہ عامہ کے اداروں کا تصور دنیا نے حضرت عمر ﷺ کے احکام و انتظام سے حاصل کیا ہے۔ ایسے حالات اور ایسے انتظامات میں کسی کو چوری یا ڈاکہ زنی یا کسی قسم کی بدامنی اور قانون شکنی کی کیا پڑی تھی جبکہ سب کو حق

ملتا تھا اور سب کے ساتھ انصاف ہوتا تھا۔ اسی لئے تو آج کا ایک مغربی مصنف تاریخ کے سو کامیاب ترین انسانوں کا انتخاب کرتا ہے تو ان میں حضرت عمر فاروق ﷺ کا نمبر باون ہے جبکہ پہلا نمبر حضرت محمد ﷺ کا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ کی بنیاد پر جو نظام مصطفی ﷺ سامنے آتا ہے اور جو سیاسی نظام مرتب ہوتا ہے اس میں حکومت کے قیام، کارکردگی اور بقاء کا دارومدار عام آدمی کی رائے دہی یا ووٹ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، بیعت عامہ کا مقصد دراصل عام انتخابات تھے، خلیفہ وقت کے انتخاب اور بیعت میں عام آدمی پر مرد و عورت کا حق تھا۔ حاکم وقت کا محاسبہ صرف مجلس شوریٰ تک محدود نہ تھا بلکہ ایک عام شہری، مرد و عورت، حاکم کا محاسبہ کرسکتا تھا اور اس کے کسی بھی کام پر جواب طلب کرسکتا تھا۔ ہر کام اور ہر فیصلہ باہمی مشاورت کے ساتھ طے ہوتا تھا۔ انصاف کرنے والے قاضی اور جج کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا تھا جہاں بلا روک ٹوک مفت میں سب کو انصاف ملتا تھا۔ کوئی بھی قانون سے مستثنیٰ نہ تھا، قانون کی نظر میں سب برابر تھے۔ والی یا گورنر اور خلیفہ وقت کو بھی عدالت میں حاضر ہوکر جواب دینا ہوتا تھا۔ قاضی یا جج کی عدالت میں کسی کے ساتھ امتیازی سلوک کی اجازت نہ تھی۔ مجلس شوریٰ میں ہر قانون، ہر مسئلہ پر بحث ہوتی تھی جس میں ہر رکن کو بے دھڑک اور آزادانہ رائے دینے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ اختلاف رائے پر کوئی قید یا پابندی نہیں تھی۔ چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا مسئلہ بحث کے لئے مجلس شوریٰ میں لایا جاتا تھا اور تمام ارکان کی آزادانہ بحث و تنقید کے بعد فیصلے ہوتے تھے۔ مجلس شوریٰ یا حکومت کا ہر اہل کار صرف مجلس کے سامنے جوابدہ نہ تھا بلکہ ہر شہری، ہر اہلکار کا محاسبہ کرسکتا تھا۔ دنیا کی نام نہاد جمہوریتوں یا عوام کی نمائندہ حکومتوں میں عوام الناس کو آج بھی یہ حق حاصل نہیں۔

شرعی اور قانونی مسائل میں اختلاف رائے کی کھلی آزادی تھی اور یہ اختلاف رائے مخالفت یا جھگڑے کا رنگ اختیار نہیں کرتا تھا۔ صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت عمر فاروق ﷺ کے عہد مبارک میں اختلاف رائے نے کبھی بھی مخالفت یا دنگے فساد کا

> **سکینڈے نیویا کے ممالک میں سوشل ویلفیئر کے قوانین عمر لاز (OmerLaws) کہلاتے ہیں۔ خدمتِ خلق کا یہ تصور دنیا نے حضرت عمر ﷺ کے احکام و انتظام سے حاصل کیا ہے**

رنگ بھی اختیار نہیں کیا تھا۔ ہر ایک کی بات سنی جاتی تھی اور فیصلہ میرٹ پر ہوتا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے جو احادیث سنیں اور روایت کیں ان میں اگر کہیں فرق یا اختلاف پایا جاتا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ایک دوسرے پر فتوے نہیں لگاتے تھے اور نہ ایک دوسرے کا منہ بند کرتے تھے۔ جس نے جو بات جیسے بھی سنی تھی یا جیسے اسے یاد تھی وہ روایت کرتا تھا، مگر کسی صحابی نے کسی دوسرے صحابی کو نہ کبھی منع کیا، نہ اس سے کبھی جھگڑا کیا، کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ ان میں سے کوئی بھی دانستہ غلط بیانی نہیں کرتا تھا، بس جو اس نے جیسے سنا یا جو اسے جیسے یاد رہ گیا وہ بیان کردیتا تھا مگر ان میں سے کوئی بھی کسی کی تکذیب یا تکفیر کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سوا لاکھ صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے کسی پر کبھی بھی کسی قسم کا فتویٰ نہیں لگایا، اس کا کہیں بھی کوئی بھی ثبوت نہیں ملتا۔

صحابہ کرامؓ کی اس روش اور اس طریقہ عمل میں بہت بڑا سبق اور بہت بڑی عبرت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے وہ نیک بندے ایک دوسرے کی بات آرام سے سن لیتے تھے اور جھگڑنے کے بجائے چپ ہوجاتے تھے تو پھر ہم ایک دوسرے کی بات آرام سے اور توجہ سے سننے کے لئے خاموش کیوں نہیں رہ سکتے؟ اگر کسی سے ہماری رائے مختلف ہے تو ہم اس پر اپنی رائے ٹھونسنے پر کیوں اصرار کرتے ہیں۔ اگر کسی بھائی کی بات غلط لگے تو آرام اور پیار سے کیوں نہیں سمجھا دیتے؟ کوئی کسی کی بات کسی سے زبردستی نہیں منواسکتا بلکہ اپنی بات زبردستی منوانے کی کوشش حماقت اور بے سود بات ہے۔

پندرہ صدیوں سے آج تک ہم اپنی اپنی بات دوسرے سے اگر زبردستی نہیں منواسکتے تو ذرا اپنی بات خصوصاً دینی معاملات کی بات اب آرام سے اور پیار سے سمجھا کر بھی تو

دیکھیں اور حوصلہ مندی سے کام لیں تو شاید بات بن جائے۔ دو ہی لفظ کہنے کے بعد ہی حوصلہ کیوں ہار دیتے ہیں۔ اگر ہم اپنے بھائی سے ہمدردی رکھتے ہیں اور اسے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں تو پھر اسے آرام سے اور پیار سے سمجھانا چاہئے اور اگر ہمدردی نہیں ہے (خدانخواستہ!) تو پھر اسے عذاب میں جانے دیجئے۔ آپ غصے ہوکر اور دھونس سے اپنی طاقت کیوں ضائع کرتے ہیں؟ ہمارے سب جھگڑے سمجھانے میں سختی کرنے، حوصلہ ہارنے اور رعب جمانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ دعوتِ اصلاح کے جو تین طریقے اور انداز قرآن کریم نے بتائے ہیں ان سے کبھی بھی فساد یا جھگڑے نہیں پیدا ہوسکتے **لست علیکم بمصیطر** (تو ان پر مسلط نہیں ہے) میں یہی تو سبق ہے۔

آج بھی اگر اصلاح چاہتے ہیں اور اپنے بھائیوں میں بھلائی چاہتے ہیں تو پھر ہمیں صحابہ کرامؓ والے انداز اپنانے کی ضرورت ہے۔ باہمی شفقت اور ہمدردی سے اپنے بھائیوں کو پیار سے، آرام سے سمجھانے کی کوشش کریں گے تو یقیناً کامیاب ہوں گے، ان شاء اللہ۔

سبق حاصل کرنے کے لئے اور عبرت پکڑنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے دو جلیل القدر، عظیم الشان اور پیارے پیارے صحابیوں کا باہمی ہمدردی اور خیر خواہی کا ایک منظر دیکھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیرالمومنین اور خلیفہ وقت ہیں جبکہ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ان کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین اور مشیر اعظم ہیں۔ خلیفہ کے سامنے ایک عورت کا کیس پیش ہوتا ہے جو حاملہ مگر غیر شادی شدہ ہے، مگر وہ اللہ تعالیٰ کی بندی بدکاری میں ملوث ہونے کا سب کے سامنے بھری عدالت میں اعتراف کرتی ہے۔ ظاہر ہے جرم ثابت ہے تو سزا تو ہونا ہے۔ خلیفہ عادل اس عورت کو سزا سناتے ہیں مگر یہ خیال نہیں کر پاتے کہ اس کے پیٹ میں تو بچہ ہے۔ مگر صحابہ کرامؓ میں سب سے ذہین و دور اندیش قاضی بھی عدالت میں موجود ہے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ پیارے بھائی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے تو بھول ہوگئی ہے، ایک معصوم جان ضائع ہوسکتی ہے۔ عدالت میں لوگ موجود ہیں، ایسے حاکم وقت کی غلطی پکڑنا کارے دارد! مگر یہ شیر خدا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں! وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ پیارے بھائی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تو یہ فرما چکے ہیں کہ **نضر اللہ عبدا اھدی الی عیوبی.**

''اللہ تعالیٰ سرخ رو کرے اس بندے کو جو مجھے میرے عیبوں کا تحفہ پیش کرے''۔

ویسے بھی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو حق گوئی سے کوئی روک سکتا ہے؟ فوراً بول اٹھتے ہیں:

''امیرالمومنین شاید یہ بھول گئے ہیں کہ اس عورت کے پیٹ میں تو ایک معصوم انسانی جان ہے جو ماں کی سزا سے ضائع ہوجائے گی۔ اور دیکھئے! کہ خلیفہ وقت اسے اپنی توہین سمجھنے کی بجائے اپنے قانونی مشیر اعظم کی یاد دہانی پر تشکر آمیز بلکہ عاجزی اور تشکر سے لبریز الفاظ میں برسر عام اعتراف فرماتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ:

لولا علی لھلک عمر.

''آج اگر پیارے بھائی ابوالحسن علی المرتضٰیؓ نہ ہوتے تو عمر تو ہلاک ہوگیا تھا''۔

دیکھا آپ رضی اللہ عنہ نے، کس طرح ایک صحابی دوسرے صحابی کو، ایک پیارا بھائی اپنے پیارے بھائی کو کس طرح غلطی سے بچاتا ہے اور کس تواضع اور تشکر کے ساتھ دوسرا پیارا بھائی اپنے

حضرت عمر فاروقؓ نے تاریخ میں ایسے غیر فانی اور انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں کہ دنیا کا ہر مورخ، مسلم اور غیر مسلم انہیں خراج تحسین پیش کرتا نظر آتا ہے

پیارے بھائی کے احسان کا اعتراف کرتے ہیں۔ کیا ہم بھی آج اپنے کسی پیارے بھائی کی اسی طرح اصلاح کرنے اور غلطی کا برملا تشکرانہ اعتراف کرنے کی جرات اور حوصلہ پیدا کرسکتے ہیں؟ اصلاح تو ایسے ہی ہوگی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تاریخ انسانی کے عجائبات میں سے ہیں۔ وہ اسلامی تاریخ کے اصحاب کمال عظماء میں سے ہیں۔ نام اور کام کے لحاظ سے وہ رسول اکرم ﷺ کے بعد آتے ہیں۔ انہیں بعض کارناموں میں اولیت کا شرف بھی حاصل ہے۔ وہ سب سے پہلے مسلمان حکمران ہیں جنہیں بیک وقت براعظموں ایشیاء اور افریقہ پر حکمرانی کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی طرح تاریخ

عرب و اسلام میں ''الفاروق'' (حق و باطل میں حد فاصل قائم کرنے والا) کا لقب بھی سب سے پہلے انہیں کے حصے میں آیا۔ جب وہ اسلام لائے تو ان کی بدولت مسلمان بیت اللہ میں آزادانہ عبادت کرنے لگے تھے اور کفار مکہ میں مزاحمت کی جرات نہ رہی تھی۔ اس لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج سے حق و باطل الگ الگ ہوگئے کہ عمرالفاروق رضی اللہ عنہ اسلام کے

حضرت عمرِ فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے کو سرخرو کرے جو مجھے میرے عیبوں کا تحفہ پیش کرے۔

حلقہ بگوش ہوگئے ہیں۔ وہ واحد صحابی ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی دعا کے طفیل مشرف بہ اسلام ہوئے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اپنے رب سے انہیں مانگ لیا تھا، اس لئے آپ کو ''مرادِ رسول'' بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے ''امیرالمومنین'' کا لقب اختیار کیا تھا اور تیرہ سو سال تک عالم اسلام کی برتر قوت حاکمانہ کا لقب اور عالم اسلام کی وحدت کی علامت رہا۔ تقویم ہجری یا قمری کیلنڈر بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہی اولین کارنامہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس نیک بندے اور حضرت محمد ﷺ کے اس عظیم الشان صحابی اور خلیفہ نے تاریخ میں ایسے غیر فانی اور انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں جن سے وہ مورخین کے ممدوح بن گئے ہیں اور دنیا کا ہر مورخ، مسلم اور غیر مسلم انہیں خراج تحسین پیش کرنے پر آمادہ بلکہ مجبور ہے۔ بعض مسلمان مورخین کی رائے یہ ہے کہ اگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خدمت اسلام و انسانیت کے لئے دگنا وقت مل جاتا یا ایک اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ پیدا ہوجاتا تو روئے زمین پر اسلام کو غالب قوت کی حیثیت حاصل ہوجاتی اور لیظهره علی الدین کله کا منشائے خداوندی کبھی کا پورا ہوچکا ہوتا۔

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کثیرالجہات شخصیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سینہ فاروق رابمنزل خانہ شمرکہ درھائے
مختلف دارد و در ھر در کاملے نشستہ۔

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے کو ایک حویلی سمجھو جو متعدد دروازوں والی ہے اور ان میں سے ہر دروازہ پر ایک صاحب کمال شخص بیٹھا ہوا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت واقعی کثیر الجہات و کمالات ہے۔ روم و ایران کی قدیم تاریخ کے ساتھ ساتھ وہ اقوام و مذاہب عالم سے بھی آگاہ تھے۔ شمالی اور جنوبی عربوں کی تاریخ کے علاوہ عرب قبائل کے انساب و روایات خصوصاً قبائل قریش کے احوال، عادات و روایات پر بھی کامل عبور رکھتے تھے۔ تاریخ کے مدبر حکمران اور سیاستدان تو وہ تھے ہی، اس کے علاوہ عربوں کے ادب وشعر اور ان کے نشیب وفراز سے بھی واقف تھے۔ عرب شعراء، کے کلام پر ان کے تبصرے اور تنقیدی آراء آج بھی نقادان شعر و ادب کے لئے معلومات کے خزانے ہیں۔ جدید مصر کا عظیم مورخ پروفیسر محمد الخضری انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی رعایا سے بے حد پیار کرتے تھے، جس بات سے ان کی رعایا کی بہتری ہوتی اسے پسند کرتے اور جس میں ان کا نقصان ہوتا اسے ناپسند کرتے تھے۔ ان کی سیاسی پالیسیاں ایسی ہوتی تھیں جو انہیں اپنی رعایا کے دلوں سے قریب کرتی تھیں۔ چنانچہ وہ اپنی رعایا کی دولت کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے، ان کے درمیان عدل و انصاف کرتے تھے، ان کے درمیان مساوات قائم کرتے، سب لوگوں سے یکساں سلوک کرتے تھے''۔

میرے نزدیک حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی نگاہ کرم اور تربیت کا معجزہ ہیں، مکہ اور مدینہ میں نگاہ و زبان مصطفیٰ ﷺ نے جن بزرگوں کی تربیت فرمائی اور سیرت وکردار بنایا ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت نمایاں ہیں مگر حضرت عمر کی کایا تو اسی لمحے پلٹ گئی تھی اور ان کا مقدر بھی سنور گیا تھا جب دار ارقم میں قبول اسلام کے وقت نبوت کا ہاتھ ان کے سینے پر لگا تھا اور ان کے دل ونگاہ میں انقلاب برپا ہوگیا تھا۔

❁❁❁❁❁

شخصیت

امیرالمؤمنین سیدنا عثمان بن عفان ؓ اور کارہائے نمایاں

18 ذوالحج یوم شہادت کی مناسبت سے خصوصی تحریر

محمد تاج الدین کالامی ☆

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے امت مسلمہ کو ایسی عظیم ہستیاں عطا فرمائیں جنہیں تاریخ میں بلند مقام حاصل ہے۔ جن کی زندگیاں ہمارے لیے روشن مثال ہیں۔ انہی عظیم ہستیوں میں سے منفرد خصوصیات کی حامل ایک شخصیت، نیر تاباں حضرت سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین ؓ ہیں۔ حضرت عثمان غنی ؓ کی زندگی کا ہر پہلو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ عالم انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ ؓ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔ آپ کا شمار حضور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب شوریٰ میں بھی ہوتا ہے۔ امت مسلمہ میں کامل الحیاء والایمان کے الفاظ آپ کی ہی شان میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ ؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.

”میں اس شخص سے کیسے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں“۔ (مسلم، الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عثمان بن عفان، ۴: ۱۸۶۶، رقم: ۲۴۰۱)

آپ نے اسلام کی راہ میں بڑی تکلیفیں اٹھائیں، مگر دامے، درمے اور سخنے اسلام کے لیے سرگرم رہے۔

نام ونسب

خلیفہ ثالث، کامل الحیاء والایمان سیدنا عثمان بن عفان ؓ کا نام نامی اسم گرامی عثمان، کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمر اور لقب ذوالنورین تھا۔ آپ ؓ کے والد کا نام عفان بن ابی العاص تھا۔ آپ ؓ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف۔ آپ ؓ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف تھا۔ سیدنا عثمان بن عفان ؓ کی نانی محترمہ ام حکیم البیضاء تھیں جو حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادی اور حضرت عبداللہ کی سگی جڑواں بہن اور حضور نبی اکرم ﷺ اور سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی پھوپھی تھیں۔ اس نسبت سے آپ ؓ حضور نبی اکرم ﷺ کے بھانجے ہوئے۔ آپ ؓ کا تعلق شہر مکہ کے قبیلہ قریش کی شاخ بنوامیہ سے تھا۔ آپ ؓ کی پیدائش امام ابن حجر عسقلانی کے مطابق عام الفیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبوی سے ۴۷ سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

(ابن حجر عسقلاني الإصابه، ۴: ۳۷۷)

سیدنا عثمان بن عفان ؓ کا شمار سابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ آپ ؓ نے ابتدائی زمانہ اسلام میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ حضرت عثمان نے صدائے حق سنی تو اپنی فطری عفت، پارسائی، دیانتداری اور راست بازی کے باعث اس داعیِ حق کو لبیک کہا۔ آپ ؓ کے قبول اسلام کے سلسلے میں محدثین ومورخین اس بات متفق ہیں کہ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں، ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں، امام سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں اور امام طبری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں یہی لکھا ہے۔ ابن عساکر کی روایت ہے کہ سیدنا عثمان ؓ کا سیدنا ابو بکر، سیدنا علی اور حضرت زید بن حارثہ ؓ کے بعد اسلام قبول کرنے والوں میں

☆ سینئر ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

چوتھا نمبر ہے۔ (ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، ۳۹: ۱۰)

ذوالنورین لقب

قبول اسلام کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوگیا تھا۔ یہ نکاح اتنا بابرکت تھا کہ مکہ مکرمہ میں عام طور پر لوگ کہا کرتے تھے کہ بہترین جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا وہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر نامدار عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

(ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۷: ۲۰۰)

بعدازاں آپ رضی اللہ عنہ کو ہجرت حبشہ کا شرف بھی حاصل ہوا اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ دونوں میاں بیوی حضرت لوط علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی مدینہ چلے آئے، جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام اور مسلمانوں کے لیے گرانقدر کارنامے انجام دیے۔ غزوہ بدر کے دوران ہی جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین یعنی دو نوروں والا ہوگیا۔

(بیہقی، السنن الکبری، ۷: ۷۳، رقم: ۱۳۲۰۵)

الاصابہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان کے بارے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسی عظیم الشان ہستی ہیں کہ جنہیں آسمانوں میں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ (ابن حجر عسقلانی، الإصابہ، ۴: ۴۵۷)

بہترین اخلاق و کردار کے پیکر

اخلاقِ عالیہ، صفات حمیدہ، عادات شریفہ اور خصائل کریمہ آپ رضی اللہ عنہ کے خمیر میں شامل تھے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّهُ مِنْ أَشْبَهِ أَصْحَابِي بِي خُلُقًا.

(طبراني، المعجم الكبير، ۱: ۷۶، رقم: ۹۹)

''بے شک عثمان میرے صحابہ میں سے خُلق کے اعتبار سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے''۔

آپ رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر شرم وحیا کا پیکر تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

أَشَدُّ أُمَّتِي حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ.

''عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میری امت کے تمام لوگوں سے بڑھ کر شرم وحیاء کا پیکر ہیں''۔ (ابونعیم، حلیۃ الأولیاء، ۱: ۵۶)

رسول اللہ ﷺ کی نمائندگی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے بدر والے دن فرمایا:

إِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِي حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِ اللهِ، وَإِنِّي أُبَايِعُ لَهُ، فَضَرَبَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِسَهْمٍ، وَلَمْ يَضْرِبْ لِأَحَدٍ غَابَ غَيْرُهُ

(أبوداود، السنن، كتاب الجهاد، باب فيمن جاء بعد الغنيمة لا سهم له، ۳: ۷۴، رقم: ۲۷۲۶)

''بے شک عثمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے کام میں مصروف ہے اور بے شک میں اس کی طرف سے بیعت کرتا ہوں اور حضور نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حصہ مقرر کیا اور ان کے علاوہ جو کوئی اس دن غائب تھا کسی کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا''۔

سن ۶ ہجری میں واقعہ حدیبیہ کے موقع پر یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے سفارت کے فرائض انجام دیے اور اپنی جان کی پرواکئے بغیر حضور نبی اکرم ﷺ کے نمائندے کی حیثیت سے آپ ﷺ کا پیغام قریش مکہ تک پہنچایا۔ اسی موقع پر جب حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے چودہ سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص پر بیعت لی اور جب آپ ﷺ بیعت لے رہے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے دائیں دست مبارک کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔ اسی بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔

(بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، ۴: ۱۴۹۱، رقم: ۳۸۳۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ ﷺ اس پر نماز پڑھیں مگر آپ ﷺ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔ عرض کیا گیا:

یارسول اللہ! ہم نے آپ کو کسی کی نمازِ جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللهُ.

(ترمذي، السنن، کتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب في مناقب عثمان، ۵: ۶۳۰، رقم: ۳۷۰۹)

یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

اہل بیت سے تعلق

دیگر صحابہ کرام ﷺ کی طرح سیدنا عثمان ﷺ کا حضور نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کرام سے محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ اس کا اندازہ اس ایک عمل سے ہو جاتا ہے کہ جب سیدنا علی ﷺ کی شادی کا موقع آیا تو سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے پاس صرف ایک زرہ تھی۔ سیدنا عثمان بن عفان ﷺ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی۔ جب سودا مکمل ہوگیا اور عثمان ﷺ نے زرہ اور علی ﷺ نے درہم پکڑ لیے تو عثمان ﷺ نے کہا: ابوالحسن! کیا اب میں زرہ کا تمہاری نسبت اور تم درہموں کے میری نسبت زیادہ حق دار نہیں ہو؟ علی ﷺ المرتضیٰ نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ ایسا ہی ہے۔ تو عثمان ﷺ نے فرمایا: یہ زرہ میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کہتے ہیں: میں درہم اور زرہ لے کر رسول اللہ ﷺ بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ گوش گزار کیا کہ کس طرح عثمان ﷺ نے میری خیرخواہی کی ہے۔ تو آپ ﷺ نے عثمان ﷺ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

(کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ لابی الحسن علی بن عیسیٰ الاربلی)

جنت کی بشارت

حضرت طلحہ بن عبید اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي- يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ - عُثْمَانُ.

(أحمد بن حنبل، فضائل الصحابة، ۱: ۴۰۱، رقم: ۶۱۶)

’’ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان ﷺ ہے‘‘۔

حضرت سہل بن سعد ﷺ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: کیا جنت میں بجلی ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ عُثْمَانَ لَيَتَحَوَّلُ، فَتَبْرُقُ لَهُ الْجَنَّةُ. (حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰۵، رقم: ۴۵۴۰)

’’ہاں، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک عثمان جب جنت میں منتقل ہوگا تو پوری جنت اس (کے چہرہ کے نور) کی وجہ سے چمک اٹھے گی۔‘‘

فیاضی وسخاوت

سخاوت، جودوسخا کی بات آئی تو آپ غنی کی صفت سے متصف ہوئے۔ سیدنا عثمان ﷺ کا ایک لقب غنی بھی تھا اور درحقیقت آپ اس لقب کے پوری طرح مستحق تھے۔ آپ ﷺ ہمہ تن دین اسلام کے لیے وقف رہے اور آپ کا مال و دولت ہمیشہ کی طرح مسلمانوں کی ضروریات پر خرچ ہوتا رہا۔ یوں تو ساری عمر آپ نے اپنا مال بڑی فیاضی سے راہ اسلام میں خرچ کیا تاہم غزوہ تبوک میں آپ کا مالی انفاق حد سے بڑھ گیا۔ آپ نے اس موقع پر روایات کے مطابق نوسو اونٹ، ایک سو گھوڑے، دو سو اوقیہ چاندی اور ایک ہزار دینار خدمتِ نبوی میں پیش کیے جس پر خوش ہوکر حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد عثمان جو بھی کریں انہیں ضرر نہ ہوگا۔

سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کے بارے میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے خوب نوازا تھا اور آپ ﷺ اس کو راہ خدا میں بڑی فیاضی سے خرچ فرماتے۔ مشکل حالات میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے ان کی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کیا، خصوصاً غزوات میں اسلحہ، سواریاں اور فوجی راشن کا بندوبست، آپ ﷺ کی امتیازی شان ہے۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد مسلمانوں کو میٹھے پانی کی بڑی تکلیف تھی۔ شہر مدینہ میں بئر رومہ کے نام سے میٹھے پانی کا ایک کنواں تھا جس کا مالک ایک یہودی شخص تھا۔ حضرت عثمان ﷺ نے اس کے یہودی مالک کو منہ مانگی قیمت ۲۰ ہزار درہم دے کر یہ

کنواں خریدلیا اور تمام انسانوں کے لئے وقف کردیا جس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ ﷛ کو جنت کی بشارت دی۔

(ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۵: ۴۰۸)

مسجد نبوی کی توسیع کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی ایما پر حضرت عثمان ﷛ نے قطعہ زمین خرید کر بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا جو کہ مسجد نبوی میں پہلا اضافہ تھا۔ آپ ﷛ نے مسجد سے متصل ایک قطعہ زمین ۲۰ یا ۲۵ ہزار درہم میں خرید کر مسجد میں شامل کر دیا جس سے مسجد میں لوگوں کے لئے وسعت پیدا ہوگئی۔ (نسائی، السنن، کتاب الأحباس، باب وقف المساجد، ۶: ۲۳۴، رقم: ۳۶۰۷)

ابن عماد حنبلی نے شذرات الذهب میں لکھا ہے کہ سیدنا عثمان ﷛ سابقین اولین میں ہیں، قدیم الاسلام ہیں، دو مرتبہ ہجرت فرمائی ہے، بیت اللہ و بیت المقدس دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیوں سے شادی کی، لشکر اسلام کی خوب امداد کی، اسلحے اور راشن سے لدے ہوئے تین سو اونٹ، ہزاروں دینار فی سبیل اللہ وقف کیے، اسی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا کہ آج کے بعد عثمان کو اس کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

سیدنا عثمان ﷛ نے لوگوں کو خود کفیل بنانے کے لیے انتظامات کیے۔ البدایہ والنہایہ میں ابن سعد کی روایت ہے کہ محمد بن ہلال اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرا بیٹا ہلال پیدا ہوا تو سیدنا عثمان ﷛ نے میرے پاس پچاس درہم اور کپڑے بھیجے اور ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا کہ یہ تیرے بیٹے کا وظیفہ اور کپڑا ہے جب یہ ایک سال کا ہو جائیگا تو اس کا وظیفہ بڑھا کر سو درہم کر دیں گے۔

البدایہ والنہایہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان موجود ہے کہ میں ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرتا تھا اگر کسی جمعہ آزاد نہ کر پاتا تو اگلے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کثرت سے صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔ تاریخ طبری میں آپ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جس وقت میں خلیفہ بنایا گیا اس وقت میں عرب میں سب سے زیادہ اونٹوں اور بکریوں کا مالک تھا اور آج میرے پاس سوائے ان دو اونٹوں کے کچھ بھی نہیں جو میں نے حج کے لیے رکھے ہوئے ہیں۔

بطور خلیفہ پہلا خطبہ

تاریخ طبری میں ہے کہ سیدنا عثمان ﷛ جب خلیفہ بنے تو آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا: لوگو! مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور میں نے اسے قبول کیا۔ میں پہلے لوگوں کی پیروی میں امور خلافت انجام دوں گا، ان سے ہٹ کر نہیں۔ قرآن وسنت پر عمل کرنے کے بعد تم سب کے میرے اوپر تین بنیادی حقوق ہیں۔ اجماعی امور میں پہلے پیشرووں کا اتباع کرنا۔ غیر اجماعی امور میں اہل خیر کے طریقے کو اپنانا اور یہ کہ میں تم میں سے کسی پر کسی طرح کی کوئی زیادتی نہ کروں۔ اور تم خود بھی ایسے کام نہ کرنا جن سے تم سزا کے مستحق بن جاؤ۔ دنیا کی بے ثباتی کو ہر وقت ملحوظ رکھو اور اس کے دھوکے سے بچو۔

سیدنا عثمان ﷛ نے جن حالات میں خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں اگرچہ وہ مشکل ترین حالات تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷛ کی فراست، سیاسی شعور اور بہتر حکمت عملی کی بدولت اسلام کو خوب تقویت ملی۔ آپ ﷛ نے خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے لوگوں کو نماز عصر پڑھائی۔ آپ نے فوجیوں کے وظائف میں سو سو درہم کے اضافے کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ طرابلس، قبرص اور آرمینیہ میں فوجی مراکز قائم کیے۔ ملکی نظم ونسق کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔ آپ رائے عامہ کا تہہ دل سے احترام فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اداروں کو خود مختار بنایا اور محکموں الگ الگ تقسیم فرمایا۔ چونکہ اس وقت فوجی سواریاں اونٹ اور گھوڑے ہوا کرتے تھے اس لیے فوجی سواریوں کے لیے چراہ گاہیں بنائیں۔

مدینہ کے قریب ربذہ کے مقام پر دس میل لمبی دس میں چوڑی چراگاہ قائم کی۔ مدینہ سے بیس میل دور مقام نقیع پر، اسی طرح مقام ضربہ پر چھ چھ میل لمبی چوڑی چراہ گاہیں بنوائیں۔ ہر چراہ گاہ کے قریب چشمے بنوائے اور چراہ گاہ کے منتظمین کے لیے مکانات تعمیر کرائے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں اونٹوں اور گھوڑوں کی کثرت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف ضربہ نامی کی چراہ

گاہ میں چالیس ہزار اونٹ پرورش پاتے تھے۔ آپ ؓ کے دور خلافت میں لاتعداد فتوحات حاصل ہوئیں اور اسلامی سلطنت وسیع سے وسیع تر ہوگئی۔امت کو اختلاف سے نکال کر اتفاق پر قائم کر دیا۔

جمع و تدوینِ قرآن کا عظیم کارنامہ

صحیفہ انقلاب قرآن مجید کی جمع و تدوین کا عظیم کارنامہ انجام دینے کے سبب آپ جامع القرآن کے لقب سے بھی ملقب ہوئے۔ درحقیقت کتابی صورت میں کتاب اللہ کی تدوین عہد ابوبکر میں ہی ہوچکی تھی،تاہم اسکی اشاعت نہ ہوئی تھی جسکی وجہ سے مختلف علاقوں کے رہنے والوں میں قرأت میں اختلاف پھیل رہا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے توجہ دلانے پر حضرت عثمان ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ کے عہد کا مدون کیا ہوا نسخہ منگوا کر قریش کی قرأت کے مطابق اس کی نقول کروائیں اور پھر یہ نقول ملک کے مختلف حصوں میں روانہ کردیں گئیں اور اس مستند نسخہ کے علاوہ دیگر مصاحف کو آپ نے نذر آتش کروادیا۔ حضرت عثمان ؓ کا یہ عظیم کارنامہ، کارنامہ صدیقی کی طرح تکملہ کارنبوت کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیدنا عثمان غنی ؓ کی شہادت کا المناک واقعہ

باغیوں نے سیدنا عثمان ؓ کے گھر کا چالیس دن تک محاصرہ کر کے ۱۸ ذوالحج بروز جمعہ تقریباً نماز عصر کے وقت سیدنا عثمان ؓ کو شہید کر دیا گیا۔آپ نے کل 82 سال کی عمر پائی۔ ریاض النضرہ میں حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضرت عثمان ؓ خون میں لت پت پڑے ہوئے تھے اور آپ کی زبان پر اللہ کے حضور یہ دعا جاری تھی:

اللھم اجمع امة محمد ۔اے اللہ امت محمدیہ کو باہمی اتفاق نصیب فرما۔ (ریاض النضرہ،۳:۷۳)

آپ ؓ کی سیرت کے مطالعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر راہ حق میں پیش آمدہ تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا صحابہ کرام ؓ کی سنت ہے۔دین کے لئے جان ومال کی قربانی کا جذبہ ہمارے اندر ہونا چاہیے۔ہمیں ہرحال میں پرامن رہنا چاہئے اور صبر وتحمل اور حلم وبردباری کو اختیار کرنا چاہیے۔ ❁❁❁❁❁

15سال سے عازمین عمرہ کی خدمت میں کوشاں

کاروان کوثر

1439 ہجری
کی بکنگ جاری ہے

عمرہ کے سستے ترین پیکجز کے لئے رابطہ فرمائیں
تمام ائیر لائنز کی ٹکٹ دستیاب ہیں

☆عمرہ گروپ کی تشکیل ☆بہترین رہنمائی وخدمت
☆ائیر کنڈیشنڈ رہائش ☆معیاری ٹرانسپورٹ

محمد کوثر اعوان
0333 5124026
0307 0050063

مختلف علاقہ جات سے نمائندگان کی ضرورت ہے خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں

آفس D-21 سیکنڈ فلور کشمیر گیٹ پلازہ بینظیر ہسپتال مری روڈ راولپنڈی
Www.Karwanekausar.com FB/karwanekausar.com
KKRawalpindi@gmail.com Tel:051-4906531

شہادتِ امامِ عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام

فرامین مصطفی ﷺ کی روشنی میں

محمد فاروق رانا☆

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دی گئی قربانی نہایت اعلیٰ و اَرفع اور مقربِ ترین عمل ہے۔ یہ جس قدر پُرخلوص اور کڑی ہوگی، خالقِ کائنات کی نظر میں اُسی قدر بیش قدر اور مقبولیت کا سبب بنے گی۔ اَہلِ حق روزِ اوّل سے ہی رب کی رضا کے لیے قربانیاں دیتے چلے آئے ہیں۔ کسی نے اللہ کی راہ میں اپنے وقت کو قربان کیا تو کسی نے اُس کی رضا کے لیے اپنا سارا مال و اسباب نثار کر دیا۔ کسی نے رب کی خوش نودی کے لیے اپنے گھر بار، اَعزاء و اقارِب اور وطن کی قربانی دیتے ہوئے ہجرت کی تو کسی نے کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں طعن و تشنیع کے تیر برداشت کیے۔ کسی سے اہلِ حق ہونے کی پاداش میں اپنے ہی اعزاء اور خونی قرابت داروں نے قطع تعلق کر لیا تو کسی پر اُن کے آقاؤں نے وحشت و بربریت کی اِنتہا کر دی۔ غرضیکہ ہر حق پرست کو اس راہ میں طرح طرح کی مشکلات، مصائب اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا اور قربانیوں کی ادائیگی سے ہر رکاوٹ کو ٹھکراتے ہوئے آگے بڑھنے پر انہیں کامیابی، کامرانی، سرفرازی اور سربلندی سے نوازا گیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں مختلف قربانیوں سے بندگانِ الٰہی نے اپنے رب کا قرب حاصل کیا ہے۔ یوں تو راہِ حق میں پیش کی گئی ہر قربانی ہی قابلِ ستائش ہے، مگر سب سے افضل اور معتبر قربانی خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے اس کی راہ میں لڑتے ہوئے جان قربان کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے کو یوں بقاے دوام بخشا گیا کہ اس کے عوض شہادت کا سرمدی منصب رکھ دیا گیا۔ قرآن میں فلسفۂ شہادت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ملنے والی موت، موت نہیں بلکہ حیاتِ ابدی ہے اور یہ اللہ رب العزت کا بیش بہا انعام ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ○

’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مُردہ ہیں، (وہ مُردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں‘‘۔

بقول شاعر:

لاریب شہید کو موت نہیں، وہ مر کر زندہ رہتا ہے
کسی انساں کا یہ قول نہیں، رب میرا خود یہ کہتا ہے

تاریخِ عالم گواہ ہے کہ اللہ کی راہ میں قربان ہونے والی پہلی جان سے لے کر آج کے دن تک لاکھوں، کروڑوں افراد نے راہِ خدا میں جان لٹا کر رب کی رضا کو پایا ہے۔ ان خوش بخت اور سعید افراد میں انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے اَصحاب بھی ہیں، صدیقین بھی ہیں، صالحین بھی ہیں، علماء و فضلا بھی ہیں اور اہل اللہ بھی ہیں۔ ہر ایک کی قربانی دائمی ہے۔ اس حوالے سے

’’میری اُمت کا معاملہ انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اس میں رخنہ ڈالے گا وہ بنواُمیہ کا ایک شخص ہوگا، جسے یزید کہا جائے گا‘‘۔

☆ ڈپٹی ڈائریکٹر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

امامِ حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف اس وقت روانہ ہوئے جب آپ نے دیکھا کہ شریعت کو ٹھکرایا جا رہا ہے۔ لہٰذا آپ نے اپنے نانا حضور کی لائی ہوئی شریعت کی حفاظت کے لئے سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔

اگر دیکھا جائے تو افادیت اور اپنی آفاقی اثرات کے حوالے سے جو مقام و مرتبہ معرکۂ کرب و بلا میں کام آنے والے شہدا کو ملا ہے، وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ جگر گوشۂ علی و بتول علیہ السلام اور سبطِ رسول ﷺ نے اپنے بہتّر (72) رُفقاء کے ہم راہ جس تسلیم و رضا کے انداز سے جامِ شہادت نوش فرمایا ہے، وہ انہیں مقامِ ابدیت پر فائز کر گیا ہے۔ علامہ اقبالؔ اس جاں نثاری کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

آفاقیت شہداء کربلا کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جب بھی کربلا کی تپتی ریت پر بپا معرکۂ حق و باطل کی یاد دلاتا عاشور کا دن آتا ہے، تو ایسے اثرات مرتب کرتا ہے جیسے یہ سانحہ آج ہی وقوع پذیر ہوا ہے۔ سانحہ کربلا کا ایک امتیازی پہلو یہ بھی ہے کہ مخبرِ غیوب ﷺ نے اس پورے سانحے کی تمام تر تفصیلات اپنی حیاتِ طیبہ میں بیان فرما دی تھیں اور پھر اس کائناتِ اَرضی پر دی گئی عظیم ترین شہادت کو خود میدانِ کربلا میں ملاحظہ فرمایا تھا۔

ذیل میں ہم اِس حوالے سے چند ارشاداتِ نبوی کا مطالعہ کریں گے تاکہ جان سکیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کس طرح اِس عظیم ترین سانحے کی ایک ایک جزء کو بیان فرما دیا تھا۔

۱۔ شہادتِ امام حسین علیہ السلام کا پس منظر

۱۔ سعید مَقبُری روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

’’میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو تھیلے یعنی دو طرح کا علم حاصل کیا ہے۔ ان میں سے ایک کو میں نے (لوگوں میں) پھیلا دیا ہے، جب کہ اگر میں دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا یہ گلا کاٹ ڈالا جائے‘‘۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو باتیں بیان نہیں فرمائیں، ان کے بارے میں تمام شارحینِ حدیث نے یہ بیان کیا ہے کہ ان باتوں سے مراد علاماتِ قیامت کی احادیث تھیں جو حضور نبی اکرم ﷺ نے دین میں فساد کے در آنے، احوال کی تبدیلی اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پامال کیے جانے کے بارے میں بتائی تھیں، جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ’اس دین کی بربادی قریش کے کم عمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی‘۔ اِسی لیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

’’اگر میں چاہوں تو میں ان کے نام بھی لے سکتا ہوں۔ پھر انہوں نے اپنی جان کا خطرہ محسوس کیا تو ان کے ناموں کی وضاحت نہ فرمائی‘‘۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اسی لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے کہ میں سن ساٹھ ہجری کے آغاز اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں اور یہ یزید بن معاویہ کی حکومت کی طرف اشارہ کرتا ہے، کیونکہ یہ ہجرت کا ساٹھواں سال تھا، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور وہ سن ساٹھ سے ایک سال پہلے وفات پا گئے۔

علامہ بدر الدین عینی نے کہا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سے علم کی دو اقسام مراد لی ہیں، پہلی قسم سے مراد وہ علم ہے جسے آپ نے اشاعت سنن سے محفوظ کیا، وہ سنن کہ اگر ان کو لکھ لیا جاتا تو اس سے ایک بڑے تھیلے کو بھرا جا سکتا تھا اور دوسرے علم سے مراد فتنوں سے آگاہی پر مبنی احادیث ہیں جنہیں آپ نے پوشیدہ رکھا۔ ابن بطال نے کہا ہے: دوسرے برتن (کے علوم) سے مراد علاماتِ قیامت ہیں اور جو حضور نبی اکرم ﷺ نے بتلایا ہے کہ دین کی بربادی قریش کے بیوقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

ملا علی قاری نے کہا ہے: اس سے مراد وہ علم ہے جو بڑے بڑے منافقوں، یا بنوامیہ کے ظالم حکمرانوں، یا آپ کے زمانہ میں دوسرے فتنوں سے متعلق ہے۔

۲۔ ایک اور حدیث مبارک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’قریش کا یہ قبیلہ عام لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ لوگوں نے

عرض کیا: (یا رسول اللہ!) پھر آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کاش! لوگ ان سے کنارہ کش ہو جائیں‘‘۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ یقیناً اس سے مراد قریش کے بعض لوگ ہیں سارے نہیں ہیں، ان میں سے بھی صرف نوعمر لڑکے، نہ کہ سارے لوگ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ بادشاہت کی طلب اور اس کے لیے جنگ و جدل کے سبب لوگوں کو ہلاک کریں گے، نتیجتاً لوگوں کے حالات بگڑ جائیں گے اور پے در پے فتنوں کی وجہ سے قحط بڑھے گا۔ یہ امر بعینہٖ اسی طرح واقع ہو چکا ہے جیسے آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔

افادیت اور آفاقی اثرات کے حوالے سے جو مقام و مرتبہ معرکۂ کرب و بلا میں کام آنے والے شہداء کو ملا وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔

ایک روایت میں سعید بن عمرو بن سعید العاص ؓ سے مروی ہے کہ وہ، مروان اور حضرت ابو ہریرہ ؓ کے ساتھ تھے تو انہوں نے سنا کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرما رہے تھے کہ میں نے (اپنے آقا) صادق و مصدوق ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

’’میری امت کی بربادی قریش کے چند (نوعمر) لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔ مروان نے کہا: لڑکوں کے ہاتھوں سے؟ حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: ہاں! لڑکوں کے ہاتھوں سے۔ اور اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہیں‘‘۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب نبی مکرم ابو القاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

’’میری اُمت کا بگاڑ قریش کے (چند) بے وقوف لڑکوں کے ہاتھوں (پیدا) ہوگا‘‘۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اس سے مراد وہ واقعہ ہے جو حضرت عثمان ؓ اور آپ کے قاتلوں اور حضرت علی ؓ اور امام حسین ؓ اور ان کے قاتلوں کے درمیان پیش آیا۔

۴۔ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’حسین بن علی (ؑ) کو میری ہجرت کے ساٹھویں سال کے آغاز پر شہید کر دیا جائے گا‘‘۔

امام طبرانی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، جب کہ امام دیلمی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: جب ایک (اَوباش) نوجوان ان پر چڑھائی کرے گا۔

۲۔ فرمانِ رسول ﷺ میں ’’یزید‘‘ کے نام کی نشاندہی

۵۔ حضرت ابو عبیدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’میری اُمت کا معاملہ انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اس میں رخنہ ڈالے گا وہ بنو اُمیہ کا ایک شخص ہوگا، جسے یزید کہا جائے گا‘‘۔

۶۔ حضرت ابو ذر ؓ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

’’سب سے پہلا شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ کا ایک شخص ہوگا۔ بعض روایات میں وضاحت کے لیے یہ اضافہ ہے: اسے یزید کہا جائے گا‘‘۔

۷۔ ایک روایت میں محمد بن علی کہتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص اسلام (کی بنیاد) میں ضرور ایسا شگاف ڈالے گا کہ اُس شگاف کو کوئی چیز بند نہیں کر سکے گی‘‘۔

۳۔ بچپن سے شہادت کی پیشین گوئیاں

۸۔ ابو مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو درداء ؓ نے بیان کیا ہے: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

’’میری اُمت کا معاملہ انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اس میں رخنہ ڈالے گا وہ بنو اُمیہ کا ایک شخص ہوگا۔ اسے یزید کہا جائے گا‘‘۔

امام مناوی بیان کرتے ہیں: پہلا شخص جو میری سنت یعنی میری مضبوط اعتقادی و عملی سیرت اور طریقے کو تبدیل کرے گا وہ بنو اُمیہ میں سے ایک آدمی ہوگا۔ امام رویانی نے لفظ ’اُمیۃ‘ کو ہمزہ پر ضمّہ یعنی پیش کے ساتھ پڑھا ہے۔ نیز امام رویانی اور ابن عساکر نے اپنی اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

'اُس کا نام یزید ہوگا' امام بیہقی نے فرمایا ہے: 'وہ یزید بن معاویہ ہے'

۹۔ حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں:

''بارش کے فرشتے نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو اسے اجازت مل گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت اُم سلمہ ﷞ سے فرمایا: دروازے کی حفاظت کرنا کہ کوئی داخل نہ ہو۔ پھر حضرت حسین بن علی ﷛ آئے اور چھلانگ لگا کر اندر چلے گئے، وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے شانہ مبارک پر چڑھنے لگے، فرشتے نے آپ سے کہا: کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا: بے شک آپ کی امت انہیں شہید کردے گی، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا سکتا ہوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: فرشتے نے اپنا ہاتھ مارا اور آپ ﷺ کو سرخ مٹی دکھائی۔ اُمّ سلمہ ﷞ نے وہ مٹی لی اور اسے اپنے کپڑے کے ایک کونے میں باندھ لیا۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہم یہ سنا کرتے تھے کہ حسین ؑ کربلاء میں شہید کیے جائیں گے''۔

مسند امام احمد بن حنبل میں مروی اس حدیث مبارک میں صراحتاً شہادتِ امام حسین ؑ کی خبر دے دی گئی ہے۔

۱۰۔ حضرت اُمّ فضل بنتِ حارث ﷞ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج رات ایک ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: وہ بہت سخت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہے کیا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں ڈال دیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ (میری بیٹی) فاطمہ ان شاء اللہ بیٹے کو جنم دے گی اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا، پھر حضرت فاطمہ کے ہاں حسین ؑ پیدا ہوئے تو وہ میری گود میں تھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور حسین کو آپ کی گود میں دے دیا۔ پھر میں نے اچانک دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ مقدس آنسو بہا رہی تھیں۔ آپ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل ؑ آئے تھے، اور مجھے خبر دی تھی کہ بے شک میری امت میرے اس بیٹے کو عنقریب شہید کر دے گی۔ میں نے عرض کیا: اس بیٹے (حسین) کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اور میرے پاس اس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی لے کر آئے ہیں۔

۱۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ﷛ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی ﷺ کی طرف وحی فرمائی:

''میں نے یحییٰ بن زکریا ؑ کے (خون کے) بدلہ میں ستر ہزار لوگوں کو مارا، اور بے شک میں آپ ﷺ کی لختِ جگر فاطمہ کے بیٹے کے بدلہ میں ستر ہزار اور ستر ہزار لوگوں کو ماروں گا''۔

راہِ حق میں پیش کی گئی ہر قربانی ہی قابلِ ستائش ہے مگر سب سے افضل اور معتبر قربانی خالصتاً اللہ کی رضا کیلئے اس کی راہ میں لڑتے ہوئے جان قربان کرنا ہے۔

امام مناوی نے بیان فرمایا: امام حسین ؑ کے واقعۂ شہادت کی تفصیل جگر چیر دیتی ہے اور جسموں کو پگھلا دیتی ہے۔ لعنت ہو اس شخص پر جس نے آپ کو شہید کیا یا اس پر خوش ہوا یا اس کا حکم دیا، اس کے لیے بارگاہِ ایزدی سے ایسی ہی دوری ہے جیسے قوم عاد دور ہوئی۔

۱۲۔ حضرت ہانی، حضرت علی ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میرے بیٹے حسین کو ضرور ظلم کے ساتھ شہید کیا جائے گا، اور میں دو دریاؤں کے قریب اس سرزمین کی مٹی کو اچھی طرح پہچانتا ہوں، جس میں ان کو شہید کیا جائے گا۔

۱۳۔ ایک روایت میں حضرت شداد ابو عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب کی زوجہ محترمہ اُم فضل بنتِ حارث ﷞ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے، آپ کی عظمت کے پیشِ نظر آپ کے سامنے بیان کرنے سے ڈر لگتا

ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ خواب بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا: میں نے دیکھا، گویا آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کے میری جھولی میں ڈال دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ امید سے ہے۔ اس کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوگی، جس کا نام میں حسین رکھوں گا، اور وہ اس بچے کو تمہاری گود میں دے گی۔ وہ بیان کرتی ہیں، پھر حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حسین علیہ السلام کو جنم دیا، اور وہ میری گود میں دے دیئے گئے، تاکہ میں ان کی تربیت کروں۔ ایک دن جب حسین میرے پاس تھے تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ انہیں لے کر کچھ دیر کھلاتے رہے، پھر آپ ﷺ کی چشمان مقدس نمناک ہوگئیں۔ میں نے عرض کیا: آپ کو کس چیز نے رلا دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کر دے گی''۔

۴۔ امام حسین علیہ السلام کی کربلا کی طرف روانگی

۱۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میرے پاس حضرت حسین علیہ السلام عراق کی طرف روانہ ہونے کے بارے میں مشورہ طلب کرنے کے لیے تشریف لائے۔ میں نے کہا: اگر لوگوں کو میری اور آپ کی وجہ سے غصہ نہ دلایا جائے تو میں اپنے ہاتھ آپ کے بالوں میں چپکا لوں۔ آپ کہاں روانہ ہو رہے ہیں؟ ایسے لوگوں کی طرف جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کیا اور آپ کے بھائی کو زخمی کر دیا؟ وہ (ہستی کریم) جس نے میری رائے سے خود کو آمادہ نہ پایا، اس نے فرمایا: ایک شخص کی وجہ سے اس حرم کی بے حرمتی کی جائے گی۔ (اس لیے) میں فلاں فلاں جگہ اگرچہ وہ دور ہے، شہید ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں اس وجہ سے کہ کہیں حرم کی بے حرمتی کا سبب بننے والا وہ شخص میں ہی نہ بن جاؤں۔

۱۵۔ بشر بن غالب ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے امام حسین بن علی علیہما السلام سے کہا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ کیا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کیا، اور آپ کے بھائی کو زخمی کیا؟ امام

شہادتِ امام حسینؑ کا پیغام یہ ہے کہ ہمیں من حیث القوم، ظلم پر خاموش رہنے والے کوفی طرزِ عمل کو ترک کرتے ہوئے حق کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دینے کا حسینی جذبہ اپنے اندر بیدار کرنا ہوگا۔

حسین علیہ السلام نے ان سے کہا: اگر میں فلاں فلاں جگہ شہید کر دیا جاؤں تو یہ میرے لیے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میری وجہ سے مکہ مکرمہ کو حلال جانا جائے (یعنی بے حرمتی کی جائے)۔

۱۶۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہم نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں انہیں اہل کوفہ سے محتاط رہنے کا مشورہ دیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا کہ وہ ان کی طرف لوٹ آئیں۔ امام حسین علیہ السلام نے ان کی طرف جواباً خط لکھا:

''میں نے ایک خواب دیکھا ہے، اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے جنہوں نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے۔ میں اسے پورا کرنے والا ہوں، اور میں اپنا کام مکمل کرنے تک اس کے بارے میں کسی کو بھی بتانے والا نہیں ہوں''۔

علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں: بے شک امام حسین علیہ السلام اہل کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، کیونکہ آپ نے دیکھا کہ شریعت کو ٹھکرایا جا رہا ہے، اس لیے اپنے جد امجد کی لائی ہوئی شریعت کی بنیادیں اٹھانے میں سنجیدگی کا مظاہرہ کیا۔ جب وہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کا محاصرہ کر لیا، آپ نے فرمایا: مجھے واپس جانے دو۔ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ آپ ابن زیاد کے حکم کی اطاعت کریں۔ اس پر آپ نے ذلت (کی زندگی) پر شہید ہوجانے کو ترجیح دی، اور غیرت مند نفوس ایسا ہی کرتے ہیں۔

۵۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا سانحہ

۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نصف النہار کے وقت میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ غبار آلود بالوں کے ساتھ کھڑے ہیں اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں ایک شیشی ہے، جس میں خون

ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (میرے بیٹے) حسین اور اس کے (جانثار) ساتھیوں کا خون ہے اور میں اسے سارا دن جمع کرتا رہا ہوں۔ پس ہم نے اس دن کا شمار کیا تو (راوی کہتے ہیں کہ) انہیں معلوم ہوگیا کہ ٹھیک اسی دن امام حسین ؑ شہید کیے گئے تھے۔

۱۸۔ حضرت سلمٰی بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت اُم سلمہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں، میں نے عرض کیا: آپ کس وجہ سے رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، یعنی خواب میں، اور آپ ﷺ کے سر انور اور ریش مبارک پر مٹی پڑی ہے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کی شہادت دیکھ کر آیا ہوں۔

لعنت ہو اس شخص پر جس نے امامِ حسینؑ کو شہید کیا یا اس پر خوش ہوا یا اس کا حکم دیا، اس کیلئے بارگاہِ ایزدی سے ایسی ہی دوری ہے جیسے قوم عاد دور ہوئی۔

۱۹۔ حضرت شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں: میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت اُم سلمہ ؓ کے پاس تھا، فرمایا:

"ہم نے ایک آواز سنی، میں آواز کی سمت بڑھا یہاں تک کہ حضرت اُم سلمہ ؓ کے پاس آ پہنچا، تو آپ نے فرمایا: امام حسین ؑ کو شہید کر دیا گیا۔ آپ نے (مزید) فرمایا: کیا واقعی انہوں نے ایسا کر دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں، یا فرمایا: ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔ پھر وہ بے ہوش ہوکر گر گئیں اور ہم وہاں سے اٹھ گئے"۔

۲۰۔ حضرت علی بن زید بن جدعان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نیند سے بیدار ہوئے تو 'إنا للہ وإنا إليه راجعون' پڑھا، اور فرمایا: بخدا، (امام) حسین ؑ کو شہید کردیا گیا ہے، ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا: اے ابن عباس! ہرگز نہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ ﷺ کے پاس خون کی ایک شیشی بھی تھی، اور آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نہیں جانتے کہ جو میری امت نے میرے بعد کیا ہے، انہوں نے میرے بیٹے حسین کو شہید کر دیا ہے، یہ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، میں اسے اللہ تعالیٰ کے پاس لے جا رہا ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں جس دن انہوں نے یہ فرمایا تھا، وہ دن اور گھڑی لکھ لی گئی، پھر چوبیس دن ہی گزرے تھے کہ انہیں مدینہ منورہ میں یہ خبر آ گئی کہ اُس روز اور اُسی گھڑی میں (امام) حسین ؑ کی شہادت ہوئی تھی۔

مذکورہ بالا تمام احادیث و روایات اور ائمہ و محدثین کی تعلیقات و تصریحات کی روشنی میں واضح ہوجاتا ہے کہ امام عالی مقام سیدنا حسین ؑ کی مظلومانہ شہادت کی ایک ایک جزء احادیث مبارکہ میں مذکور ہوئی ہے کہ سید الشہدا ؑ کو کب، کیسے اور کن حالات میں شہید کیا جائے گا اور کیسے امام حسین ؑ اپنے پورے خانوادہ سمیت اپنے نانا کے دین کی خاطر راہِ حق میں قربان ہوئے۔

لشکر حسینی کی کربلا آمد اور تپتی ریت پر تین دن کی پیاس اور بھوک سے نڈھال سید شباب أهل الجنة اور ان کے رفقا کی دل دوز شہادت سے سے ہمیں یہ سبق لینا چاہیے کہ حالات کیسے بھی ہوں، صبر کا دامن ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے اور ہمیشہ راہِ حق میں قربان ہونے کے لیے تیار رہنا چاہیے اور من حیث القوم، ظلم پر خاموش رہنے والے کوفی طرزِ عمل کو ترک کرتے ہوئے حق کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دینے کا حسینی جذبہ اپنے اندر بیدار کرنا چاہیے۔ اگر خوش قسمتی سے ہمیں یہ جذبہ نصیب ہوگیا تو اس قوم کا ہر پیر و جواں حسینی بن کر یزیدی نظام سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کردے گا۔ (ان شاء اللہ)۔

☆ مزید تفصیلات کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تالیف **ذِکْرُ مَشْهَدِ الْحُسَيْن ؑ مِنْ أَحَادِيْثِ جَدِّ الْحُسَيْن ﷺ** 'ذکرِ شہادتِ امام حسین ؑ (احادیثِ نبوی کی روشنی میں)' کا مطالعہ فرمائیں۔

❁❁❁❁❁

8 اگست
تاریخی استقبال

سانحہ ماڈل ٹاؤن قاتلوں کا اللہ کی طرف سے مواخذہ

شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے ریلی

خصوصی رپورٹ
نعیم الدین چودھری ایڈووکیٹ

جو 14 لاشیں گریں ان کا قصور کیا تھا؟ قائد انقلاب کا خطاب

8 اگست 2017ء کے دن قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر عوامی تحریک، تحریک منہاج القرآن کے کارکنان اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء نے استقبال کیا۔ اپنے قائد کے استقبال کیلئے عوام کا سمندر امڈ آیا اور ایئرپورٹ کے اطراف میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ خواتین، ایم ایس ایم، یوتھ لیگ، علماء کونسل کی بڑی تعداد شریک تھی۔ یہ قافلہ صبح 9 بجے لاہور ایئرپورٹ سے روانہ ہوا اور ساڑھے 4 گھنٹے کے بعد ناصر باغ استنبول چوک پہنچا جہاں پہلے سے بڑی تعداد میں کارکن موجود تھے۔ استنبول چوک سے لے کر تاحد نگاہ سر ہی سر تھے۔ اس کامیاب ریلی اور احتجاجی جلسہ نے تخت لاہور کے نااہل حکمرانوں کے ہوش اڑا دیئے اور اس شکست خوردہ قافلے نے اپنی لاہور آمد کے شیڈول کو بدل دیا۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری نے اہم خطاب کیا اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کا عدل کے ایوانوں سے انصاف مانگا۔ اس احتجاجی ریلی میں ڈاکٹر طاہر القادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

متفقہ طور پر نااہل ہونے والا شخص بتائے کہ اس کا احتجاج کس کے خلاف ہے؟ اور مطالبہ کیا ہے؟ اگر ہمت ہے تو نام بتائے کہ سازش میں کون ملوث ہے، ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ ان کا احتجاج سپریم کورٹ اور قومی سلامتی کے ادارے کے خلاف ہے۔ بددیانت شخص پوچھتا ہے میرا قصور کیا ہے؟ میں پوچھتا ہوں کہ ماڈل ٹاؤن میں جن 14 بے گناہوں کی لاشیں گرائی گئیں ان کا قصور کیا تھا؟ تمہارا قصور تمہیں معلوم ہے۔ میری دانست میں ماڈل ٹاؤن میں بے گناہوں کا خون بہانے پر یہ اللہ کی طرف سے مواخذہ ہے۔ اپوزیشن کو سی پیک منصوبے خطرے میں ڈالنے کے طعنے دینے والے اب خود سڑکوں پر ہیں، اب یہ منصوبے کیسے مکمل ہونگے؟ ہم نے کن کے خلاف دھرنے دیئے، سب جانتے تھے، آپ بتاؤ آپ کا احتجاج کس کے خلاف ہے؟ ''کبھی کہتے ہیں ''انہوں نے'' سازش کی، کبھی کہتے ہیں ''سازشی'' سن لیں، یہ اگر مگر کی بزدلی چھوڑو جرأت ہے تو نام لو ورنہ ہم سمجھیں گے ایک بددیانت نے ریاست کے خلاف اعلان جنگ کر دیا، نواز شریف آپ کو بددیانتی کا سرٹیفکیٹ ملا ہے، آپ میں شرم ہوتی تو جی ٹی روڈ پر تماشا کرنے کے بجائے خاموشی سے گھر بیٹھتے۔

وفاق میں وہی وزیراعظم بنا جس کے سر پر نااہل نے ہاتھ رکھا، پنجاب میں بھی ن لیگ کی حکومت ہے، مینڈیٹ کا احترام کس نے نہیں کیا؟ مینڈیٹ تو آج بھی آپ کا ہے۔ جی ٹی روڈ کی جماعت جی ٹی روڈ پر ہی دفن ہوگی۔ سپریم کورٹ نے جعل سازوں کے ساتھ نرمی سے کام لیا، ورنہ جعلی دستاویزات پیش کرنے پر انہیں فوری 7 سال کیلئے جیل بھیجا جا سکتا تھا، مال روڈ پر نعرے درج ہیں کہ ''ہم صادق اور امین ہیں، ہم نواز شریف ہیں'' حالانکہ نواز شریف آج ایک گالی کا نام ہے، ایک

خائن کا نام ہے۔ یہ خائن کہتے ہیں ہماری دلوں پر حکومت قائم ہو گئی، تم شوق سے ساری زندگی دلوں پر حکومت کرو لیکن پاکستان کی جان چھوڑ دو، جو غلیظ دل ہیں، جو کرپشن کو درست سمجھتے ہیں ان دلوں پر شوق سے حکومت کرو۔

جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک کی جائے۔ پاناما کیس کی تحقیقات کرنے والی جے آئی ٹی سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تحقیقات کروائی جائے۔ 100 لوگوں کو گولیاں مارنے والوں نے ایف آئی آر بھی درج نہیں ہونے دی، غیر جانبدار جے آئی ٹی نہ بننے دی اور استغاثہ میں جن 124 پولیس ملزمان کو طلب کیا گیا ان میں سے ایک بھی گرفتار نہیں ہوا۔ انہیں ضمانت کرنے کی تکلیف بھی نہیں دی گئی اور جنہوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا حکم دیا انہیں طلب ہی نہیں کیا گیا۔ یہ ظلم ہم مزید برداشت نہیں کرینگے، ہمیں جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کا انصاف چاہیے۔

احتجاجی ریلی سے دیگر قائدین کے خطابات

احتجاجی ریلی سے شیخ رشید احمد، شاہ محمود قریشی، چودھری سرور، سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور، چودھری ظہیر الدین خان، صاحبزادہ حامد رضا، عبدالخالق رضوی، صمصام بخاری نے خطاب کیا۔

☆ شیخ رشید نے ناصر باغ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نواز شریف کو 14 شہداء کی بددعا لگی۔ نواز شریف احتجاج کی آڑ میں فوج سے این آر او مانگ رہے ہیں، اب انہیں بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا، شاہد خاقان عباسی نے ایل این جی میں کمیشن کھایا، یہ پارٹنر ہیں، انہیں بھی بے نقاب کروں گا، جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک کی جائے، 14 شہداء کو انصاف دیا جائے۔

☆ شاہ محمود قریشی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے حصول میں عوامی تحریک کے ساتھ ہیں، ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ ہیں، ہم کل بھی شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ساتھ تھے ہم آج بھی ان کے ساتھ ہیں۔ جسٹس باقر نجفی کمیشن کی جوڈیشل انکوائری کو پبلک کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ عوامی تحریک کے کارکن نڈر اور جرأت مند ہیں۔

متفقہ طور پر نااہل ہونے والے شخص میں ہمت ہے تو بتائے کہ سازش میں کون ملوث ہے؟ ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ اس کا احتجاج سپریم کورٹ اور قومی سلامتی کے ادارے کے خلاف ہے۔

☆ تحریک انصاف کے مرکزی رہنما چودھری سرور نے کہا کہ نائن الیون کے بعد مسلمانوں کو یورپ میں مشکلات کا سامنا تھا اس موقع پر ڈاکٹر طاہرالقادری نے یورپ میں جا کر دلائل کے ساتھ اسلام پر انتہا پسندی کے لگائے جانے والے داغ کا جواب دیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی مشکلات میں کمی آئی۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے پوری دنیا میں اسلام کا روشن خیال چہرہ پیش کیا اور انتہا پسندی کے خاتمے کی جنگ لڑی، عوامی تحریک کے کارکنوں کے ساتھ دہشتگردی ناقابل قبول ہے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا انصاف ہونا چاہیے۔ ہم حصول انصاف کی جدوجہد میں ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ ہیں۔

☆ ق لیگ پنجاب کے جنرل سیکرٹری چودھری ظہیر الدین نے کہا کہ پاکستان مسلم لیگ کی طرف سے عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر طاہرالقادری اور کارکنان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے آئے ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے ہماری قیادت کا کردار پہلے دن سے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ساتھ ہے، اب بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ کو پبلک کیا جائے اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو انصاف دیا جائے۔

☆ سنی اتحاد کونسل کے صدر صاحبزادہ حامد رضا نے کہا کہ پنجاب حکومت کی ماتحت ایجنسیاں ہمیں قتل کی دھمکیاں دے رہی ہیں، ہم انہیں کہتے ہیں ہمت ہے تو آئیں، ہم کرپٹ اور بزدل شریف برادران نہیں ہیں کہ مشرف کی چند دن کی جیل سے گھبرا کر جدہ بھاگ جائیں گے۔ اب پاناما کے بعد سانحہ ماڈل ٹاؤن کا احتساب ہوگا۔ ہم عوامی تحریک کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہیں اور خزانے کے چوروں کو انجام تک پہنچائیں گے۔

☆ عبدالخالق رضوی نے بھی شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا اور ڈاکٹر طاہر القادری کو یقین دلایا کہ

مجلس وحدت المسلمین کل بھی ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ تھی، آج بھی ہم ان کے ساتھ ہیں۔ شریف برادران کو 14 بے گناہوں کا خون ہضم نہیں ہوگا۔ ایک بے گناہ کو قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ شریف برادران نے 14 بار انسانیت کا قتل عام کیا۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن پس منظر اور پیش منظر

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن اور عوام کے حقوق کی بازیابی کے لیے ماہ جون 2014 کو پاکستان آکر حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا تو حکومت بوکھلا اُٹھی اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئی اور اس تحریک کو کچلنے کی منصوبہ بندی شروع کر دی اور فیصلہ کیا کہ ادارہ منہاج القرآن اور ڈاکٹر طاہرالقادری کی رہائش گاہ پر لگے ہوئے بیریئرز کو ہٹانے کے بہانے دھاوا بولا جائے گا اور جو بھی اس راہ میں رکاوٹ بنے گا اسکو ختم کردیا جائیگا حالانکہ بیریئرز جو کہ عدالت عالیہ لاہور کے حکم سے پولیس نے خود اس وقت کے SP ماڈل ٹاؤن ایاز سلیم کی موجودگی و نگرانی میں لگوائے تھے۔ رٹ پٹیشن 22367/2010 کی سماعت کے دوران عدالت عالیہ کے حکم سے مورخہ 20/01/2011 کو ایاز سلیم سابق SP ماڈل ٹاؤن لاہور عدالت عالیہ میں حاضر ہوئے اور اپنا بیان قلمبند کروایا جس میں عدالت عالیہ کو تحریری یقین دہانی کروائی کہ انہوں نے ادارہ منہاج القرآن اور گردونواح کے مکینوں کی سیکیورٹی کے لئے 16 پولیس اہلکاران کو 24 گھنٹے متعین کردیا ہے اور متعلقہ سڑکوں پر جرسی بیریئرز (Jersey Barriers) رکھوادیے ہیں۔

ملک بھر کی تمام سیاسی و مذہبی اپوزیشن جماعتیں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے حصول میں عوامی تحریک اور ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ ہیں، یہ تمام جماعتیں جسٹس باقر نجفی کمیشن کی جوڈیشل انکوائری کو پبلک کرنے کا مطالبہ کرتی ہیں۔

یہ بیریئرز اس لیے لگے تھے کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سال 2010 میں پاکستان اور دنیا کے دیگر علاقوں میں ہونے والی دہشت گردی کے خلاف ایک عالمی اہمیت کا فتویٰ جاری کیا جو کہ 600 صفحات پر مشتمل دہشت گردی اور فتنہ خوارج کتاب کے نام سے تحریر شدہ ہے جسے پوری دنیا میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور اس سے پاکستان اور دنیا بھر میں دہشت گرد مشتعل ہو کر بوکھلا اُٹھے اور ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے جانی دشمن بن گئے۔ پاکستان اور دنیا بھر کے دہشت گروں نے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو جان سے مار دینے کی دھمکیاں دینا شروع کردیں جس پر پاکستان کی مختلف ایجنسیوں نے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو ان دہشت گردوں کے مذموم عزائم کے بارے میں تحریری طور پر آگاہ بھی کیا۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تحریک کو روکنے کے لیے جو منصوبہ بندی کی گئیں تھیں اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مورخہ 16 جون 2014 کو رانا ثناء اللہ وزیر قانون کی زیر صدارت اجلاس ہوا۔ جس میں سید توقیر شاہ پرسنل سیکرٹری ٹو وزیر اعلیٰ، میجر (ر) اعظم سلیمان ہوم سیکرٹری، راشد محمود لنگڑیال کمشنر لاہور، محمد عثمان DCO لاہور، طارق منظور چانڈیو AC ماڈل ٹاؤن لاہور، علی عباس TMO ماڈل ٹاؤن لاہور، رانا عبدالجبار DIG آپریشن لاہور و دیگران شامل تھے۔ جس میں اس بات کے فیصلہ کیا گیا کہ میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف کے فیصلے کی تکمیل کے لیے ادارہ منہاج القرآن کے اردگرد رکاوٹوں کو ہٹانے کے بہانے دھاوا بولا جائے گا اور جو بھی شخص اس میں روکاوٹ بنے اُس ختم کردیا جائے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن پاکستان کی تاریخ کا ایک بھیانک کھیل ہے۔ جس میں گورنمنٹ نے طے شدہ منصوبہ کے تحت منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے معصوم نہتے اور بے گناہ کارکنان کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ خونی اور دہشت گردی پر مبنی مناظر موقع پر موجود لوگوں کے علاوہ پوری دنیا نے میڈیا چینلز پر براہ راست دیکھے جس میں 2 خواتین سمیت 14 افراد شہید ہوئے اور 100 سے زائد افراد کو سیدھی گولیاں ماری گئیں اور ظلم وریاستی دہشت گردی کی ایک نئی تاریخ رقم کی گئی۔ قطع

نظر اس سے کہ حکومت اعتراف گناہ کے ساتھ مظلوموں کی اشک شوئی کے اقدامات کرتی لیکن پولیس کی مدعیت میں جھوٹی FIR درج کر کے زخمی کارکنان اور مقتولین کے لواحقین کو گرفتار کر کے دنیا کی تاریخ میں ظلم وناانصافی کی نئی مثال قائم کردی۔

وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اُسی دن پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کی انکوائری کے لیے جوڈیشل کمیشن بنا رہا ہوں اگر میری طرف انگلی بھی اُٹھی اور مجھے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ذمہ دار ٹھہرایا تو میں فوری طور پر استعفیٰ دے کر اپنے آپ کو قانون کے حوالے کردوں گا۔

وزیراعلیٰ نے ایک خط کے ذریعہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ لاہور کو کمیشن قائم کرنے کی درخواست کی جس پر چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ لاہور نے مسٹر جسٹس علی باقر نجفی جج لاہور ہائی کورٹ لاہور پر مشتمل یک رکنی عدالتی ٹربیونل قائم کیا جس پر جج صاحب نے حقائق جاننے کے لیے جائے وقوعہ کا خود معائنہ کیا۔ اور اس علاقہ کا بھی خفیہ دورہ بھی کیا تا کہ حقائق کو جانا جاسکے۔ جج صاحب نے حساس اداروں سے بھی معاونت حاصل کی اور انسانی حقوق کی بعض تنظیمات نے بھی شواہد ازخود ٹربیونل کے رو بررو پیش کیے جس کے بعد اپنی تحقیقاتی رپورٹ مکمل کر کے مسٹر جسٹس علی باقر نجفی نے حکومت کو ارسال کی جس میں حکومت پنجاب اور پنجاب پولیس کو قتل وغارت گری کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ جس میں کہا گیا کہ رانا ثناء اللہ کے اجلاس کے فیصلے پاکستانی تاریخ کے بدترین قتل عام کے ذمہ دار ہیں۔ منہاج القرآن کے باہر بیریئر ز قانونی تھے۔ پولیس نے وہی کچھ کیا جس کا حکومت نے اسکو حکم دیا تھا۔ حکومت پنجاب کی منظوری سے پولیس نے آپریشن کیا۔ حکومت کا 17 جون 2014ء کا ایکشن غیر قانونی تھا۔ پولیس پوری طرح سانحہ ماڈل ٹاؤن میں خون کی ہولی میں ملوث ہے۔

اس رپورٹ کو حاصل کرنے کے لیے لاہور ہائی کورٹ لاہور میں رٹ پٹیشن 33702/2014 دائر کی ہوئی ہے جو کہ ابھی تک لاہور ہائی کورٹ لاہور کے فل بنچ میں زیر سماعت ہے۔ تاہم پاکستانی عوام ٹربیونل کی رپورٹ سے میڈیا کے ذریعہ آگاہ ہو چکی ہے اور حکومت کا رپورٹ کو دبا کر بیٹھ جانا اور کسی بھی قیمت پر شائع نہ کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے جوڈیشل کمیشن نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرایا ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی حکومت مخالف تحریک سے حکومت اتنی زیادہ پریشان ہو گئی تھی کہ اس وقوعہ کے چند روز بعد مورخہ 23 جون 2014ء کو جب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بیرون ملک سے بذریعہ طیارہ اسلام آباد آئے تو ہوائی جہاز کو اسلام آباد ایئر پورٹ پر اترنے نہ دیا گیا بلکہ طیارہ 15,16 چکر اسلام آباد کی حدود میں لگاتا رہا اور اس کے بعد ہوئی جہاز کا رخ لاہور کی طرف کر دیا گیا۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن پاکستان کی تاریخ کا ایک بھیانک سانحہ ہے جس میں گورنمنٹ نے طے شدہ منصوبہ کے تحت معصوم، نہتے اور بے گناہ کارکنانِ تحریک منہاج القرآن کے خون سے ہولی کھیلی۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کی FIR کے اندراج کے لیے شہداء کے لواحقین وزخمی جب تھانہ فیصل ٹاؤن میں گئے تو پولیس نے FIR درج کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس میں حکومت اور اعلیٰ پولیس افسران کے نام شامل تھے۔ پولیس کے FIR کے اندارج کے انکار پر سیشن کورٹ میں گئے تو ایڈیشنل سیشن جج صاحب نے FIR درج کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے باوجود پولیس نے FIR درج نہ کی کیونکہ اس سانحہ میں حکومت اور بااثر اعلیٰ پولیس افسران شامل تھے۔ حکومتی وزراء نے سیشن کورٹ کے اس حکم کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن فائل کی جو عدالت عالیہ لاہور نے خارج کردی۔

حکومتی وزراء کی رٹ پٹیشن کے اخراج کے باوجود پولیس نے FIR درج نہ کی کیونکہ اس میں موجود ہ وزیراعظم ،وزیر اعلیٰ، وزراء اور اعلیٰ پولیس افسران شامل تھے۔ دھرنا کے دوران چیف آف آرمی سٹاف کی مداخلت سے FIR درج ہوئی لیکن بعدازاں گورنمنٹ نے جانبدار JIT بنا کر اس میں گورنمنٹ کے افراد سمیت تمام پولیس افسران کو کلین چٹ دیدی صرف دو

پولیس اہلکاروں کا چالان عدالت میں پیش کیا گیا۔ کیونکہ اس سانحہ میں شریف برادران اور انکے حواری / وزراء براہ راست ملوث تھا اور پولیس کے ذریعہ انہوں نے قتل وغارت گری کروائی تھی۔ اس لئے کسی بھی پولیس افسر کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی گئی بلکہ اس سانحہ میں ملوث پولیس افسران کو مراعات اورعہدوں سے نوازا گیا۔ اس سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حصول انصاف کے لیے مورخہ 15مارچ 2016 کو انسداددہشت گردی عدالت میں استغاثہ دائر کردیا گیا۔ اس استغاثہ میں 56 زخمی وچشم دید گواہان کے بیانات ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر طاہرالقادری نے پوری دنیا میں اسلام کا روشن خیال چہرہ پیش کیا اور انتہا پسندی کے خاتمے کی جنگ لڑی

مورخہ 7فروری 2017 کو انسداددہشت گردی عدالت نے اس سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس میں 124 پولیس والوں کوطلب کرلیاہے جو اس سانحہ میں ملوث ہیں جبکہ جن افراد کے حکم سے یہ ریاستی دہشت گردی ہوئی قتل وغارت گری ہوئی ہے انکو طلب نہیں کیا ہے۔ گورنمنٹ کے افراد کوطلب نہ کرنے پر ہائی کورٹ میں رٹ فائل کی ہوئی ہے۔

انسداددہشت گردی عدالت لاہور میں استغاثہ کیس میں 115 پولیس والے عدالت میں پیش ہو رہے ہیں جبکہ بقیہ ملزمان کوسمن جاری ہو رہے ہیں۔اس کیس میں پولیس افسران DIGرانا عبدالجبار،SPعبدالرحیم شیرازی پیش نہیں ہوئے۔ جن کوگورنمنٹ نے بیرون ملک فرار کروایا ہوا ہے۔

جبکہ دیگر پولیس افسران SPطارق عزیز، SPمحمد ندیم، SPمعروف صفدر واہلہ، SPعمر ریاض چیمہ، SSPاقبال خاں، SSP ڈاکٹر فرخ رضا اور عمر ورک اس کیس میں عدالت میں پیش ہو رہے ہیں۔

شیخ عاصم SHO جو محمد عمر ولد محمد صدیق کا قاتل ہے وہ بھی بیرون ملک فرار ہے۔

مقدمہ نمبر 510/14 میں JIT نے SPسلمان علی خاں کو بھی اس سانحہ میں ادارہ منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان پرخود فائرنگ کرنے اور دیگر پولیس افسران کو فائرنگ کرنے کاحکم دینے پر ذمہ دارٹھہرایا۔اسی طرح مقدمہ نمبر 696/14 کی JIT نے بھی کہا کہ پولیس ملازمین نے اورSPسلمان علی خاں نے خود اور اسکے حکم پر کچھ ملازمین نے ادارہ منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان پر فائرنگ کی جسکی تصدیق وڈیو فوٹیج سے ہوتی ہے۔کیونکہ اس وقت سلمان علی خاں SP سیکورٹی تھے۔ ان کا اس سانحہ میں بہت بڑا کردار ہے۔

SPسلمان علی خاں جو کہ بیرون ملک فرار ہوگیا تھا اور مقدمہ نمبر 510/14 میں اشتہاری ہو گیا تھااور جب تمام گرفتار پولیس والوں کی ضمانتیں انسداددہشت گردی کورٹ سے ہوگئیں تو SP سلمان علی خاں نے بھی مقدمہ نمبر 510/14 FIR میں ضمانت قبل ازگرفتاری کروالی اب حکومت اور پولیس افسران کے ساتھ سازباز کرکے ضمانت کیس میں پولیس رپورٹ اپنے حق میں کروالی کہ ’’ صفحہ مثل پرSPسلمان علی خاں کے خلاف کوئی ٹھوس شہادت موجودنہیں ہیں اس لیے یہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 169 کے تحت اسکی گرفتاری کو التواء کیا جاتا ہے۔جب اس کے خلاف کوئی ٹھوس شہادت آئے گی تو پھر دیکھیں گے‘‘ جب یہ رپورٹ پولیس کی طرف سے عدالت میں پیش کی گئی تو SPسلمان علی خاں کے وکیل نے bail Petition کو withdraw کر لیا۔کیونکہ اب پولیس اور حکومت کے ساتھ سازباز کرنے کے بعد SPسلمان علی خاں کو ضمانت کروانے کی ضرورت نہ رہی تھی۔

ملزمان کی طلبی سے پہلے انسداددہشت گردی کورٹ میں درخواست دی تھی کہ جسٹس علی باقر نجفی کی رپورٹ کومنگوایا جائے اور اس رپورٹ کو استغاثہ کا حصہ بنایا جائے لیکن انسداددہشت گردی عدالت نے یہ درخواست خارج کر دی۔ اس آرڈر کیخلاف ہائی کورٹ میں گئے تھے ،ہائی کورٹ نے بھی اس رٹ کو خارج کردیا۔ اب ہم اس سلسلہ میں سپریم کورٹ گئے ہوئے ہیں۔

لاہور ہائی کورٹ لاہور میں جسٹس علی باقر نجفی کی رپورٹ کو منظرعام پر لانے کے لئے دسمبر 2014ء سے رٹ دائر کی ہوئی ہے جس کے لئے فل بنچ نے باقاعدہ سماعت کی اور فریقین

کی بحث/دلائل سنے۔ لیکن فیصلہ نہ کیا اس بنچ کی سربراہی جسٹس خالد محمود خاں کر رہے تھے۔ بعدازاں ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد مختلف درخواستیں دی گئیں جس پر جسٹس یاور علی کا فل بنچ بنا لیکن دسمبر 2016ء میں تاریخ پیشی کے بعد اب تک اس کیس میں کوئی سماعت نہیں ہوئی ہے۔

IG مشتاق سکھیرا کو انسداددہشت گردی عدالت نے طلب کیا تھا لیکن IG نے لاہور ہائی کورٹ لاہور میں اپنی طلبی کو چیلنج کیا ہوا ہے اور لاہور ہائی کورٹ لاہور نے IG کی طلبی کی حد تک ATC کے آرڈر کو Suspend کیا ہوا ہے اس میں آئندہ تاریخ 21 ستمبر 2017ء ہے۔ یہ کیس جسٹس یاور علی کے فل بنچ میں زیر سماعت ہے۔

اسطرح لاہور ہائی کورٹ لاہور میں کیپٹن (ر) عثمان DCO اور علی عباس TMO نے بھی اپنی طلبی کو چیلنج کیا تھا تو ابتدائی سماعت کے دوران ہی فل بنچ لاہور ہائی کورٹ لاہور ان Petitions کو خارج کرنے لگا تو کیپٹن (ر) عثمان DCO اور علی عباس TMO کے وکلاء نے ان Petitions کو واپس لے لیا تھا۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن استغاثہ کیس پر تاریخ پر تاریخ پڑتی جارہی ہے اور ہم انصاف کے لئے آئین و قانون کی پیروی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

❁❁❁❁❁

مدحت نگارِ رسول محترم ریاض حسین چودھری کی رحلت

میں اکثر سوچتا رہتا ہوں اے کونین کے مالک
تری جنت مدینے سے کہاں تک مختلف ہو گی

مدحت نگار رسول اورجدید دنیائے نعت کے امام محترم ریاض حسین چودھری نعت نگاری سے لحہ لحہ معطرزندگی کا یہ آخری شعر(دوران علاج ہسپتال میں) کہہ کرحمد و نعت نگاری کے پچیس مجموعوں کا اعمال نامہ لے کر مالک الملک کی بارگاہ میں پیش ہو گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کے دیرینہ ساتھ اور تحریک منہاج القرآن کے مایہ ناز رفیق 8 نومبر 1941 کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ایم۔اے، ایل ایل بی تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد ادبی حلقوں میں نام کمایا اور 1990 سے سن 2000 تک تحریک منہاج القرآن کے پندرہ روزہ تحریک لاہور کے چیف ایڈیٹر اور فرید ملت ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں شعبہ ادبیات کے صدر رہے۔ نعت لکھی اور منصب امامت پر فائز ہوئے۔ شیخ الاسلام نے انہیں اسی نسبت سے حسان منہاج کا لقب عطا فرمایا۔ یوں رسول محتشم کی مدحت نگاری ہی ان کی پہچان بن گئی۔آپ نے 25 مجموعہ ہائے نعت تخلیق کئے ہیں، 13 شائع ہو چکے ہیں جن میں سے 5 کو صدارتی ایوارڈ اور کئے دیگر انعامات اور اعزازات سے نوازا گیا ہے۔دو نعتیہ مجموعے ابھی زیر طبع ہیں اور 10 ترتیب و تدوین کے مراحل میں ہیں۔ کم وبیش 35000 حمدیہ اور نعتیہ اشعار لکھ چکے ہیں۔ تخلیق نعت میں روز ازل سے گندھا ہوا یہ وجود، جو ثنائے خواجہ کے مقام پر فائز تھا، مدحت رسول کی طوفان سامانیوں کے ساتھ اچھل کر بکراں ہوگیا اور رب کریم نے اپنے محبوب بندے کو اپنی قربت میں سمیٹ لیا۔

آپ نے اپنا ہر سانس مصطفوی مشن کے ساتھ والہانہ محبت میں گذارا۔ حسن نیت، خلوص، تواضع و انکساری اور وفا کے یہ پیکر تحریکی ذمہ داریوں سے ایک اعزاز سمجھ کر عہدہ برآ ہوتے رہے۔ دعا کریں کہ اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی قبر کو جنت کا ایک باغیچہ بنائے اور انہیں نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔آمین۔

مَوْتُ العَالِم ... مَوْتُ العَالَم

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی اہل اللہ میں سے تھے

قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے نماز جنازہ پڑھائی

خدمات پر خراج تحسین

تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن خان درانی 14 اگست 2017ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی تحریک منہاج القرآن کے اولین رفقاء کار میں شامل تھے۔ آپ کا تعلق خیبر پختونخوا کے معروف روحانی سلسلے سے ہے۔ آپ معروف علمی، مذہبی، سیاسی اور روحانی شخصیت تھے۔ مختلف اہم سرکاری عہدوں پر بھی فائز رہے۔ آپ عبادت گزار، انتہائی خوش اخلاق، ملنسار اور مشن کا اثاثہ تھے۔ 1982ء سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تعلیمی و تربیتی نشستوں میں شامل ہوتے رہے اور 1984ء میں تحریک میں شمولیت اختیار کی اور تحریک منہاج القرآن پشاور میں کلیدی عہدوں پر فائز رہے۔ بعد ازاں 1995ء میں مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن مقرر ہوئے اور تادم آخر یہ ذمہ داریاں احسن طور پر سرانجام دیتے رہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مرکزی امیر محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ تحریک منہاج القرآن میں صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی کی دینی، علمی، سماجی اور سیاسی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔ مرحوم سچے عاشق رسول، نیک، صالح اور محبِّ وطن انسان تھے، ان کی رحلت ان کے اہل خانہ، رفقا اور تحریک منہاج القرآن کیلئے عظیم صدمہ ہے۔ تحریک منہاج القرآن کیلئے ان کی خدمات اور کاوشوں کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ ان کے تقویٰ، پرہیز گاری اور صالحیت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ انہوں نے 30 سال سے زائد عرصہ میرے ساتھ گزارا، اس دوران میں نے انہیں صاحب استقامت، عبادت گزار اور مشن کا وفادار پایا۔ وہ اللہ والے تھے، اہل اللہ میں سے تھے۔ وہ تہجد، نماز فجر، تلاوت، یومیہ اوراد و وظائف اور نماز اشراق کی ادائیگی کے بعد سوئے اور پھر اسی حالت میں وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کی وفات کی جو شکل و صورت ہمارے سامنے آئی یہ اللہ کے مقرب و محبوب بندوں کی علامات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قربِ خاص میں جگہ عطا فرمائے۔

مرحوم کی نماز جنازہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے منہاج یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں پڑھائی۔ نماز جنازہ میں چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسن محی الدین، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، سیکرٹری جنرل عوامی تحریک خرم نواز گنڈاپور، جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران، علماء، مشائخ، اساتذہ، طلبہ اور رفقاء و کارکنان تحریک کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور ان کی مغفرت و بلندی درجات کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم قاضی محمد اسماعیل (ناظم دعوت و تربیت) کے والدمحترم معروف مذہبی و روحانی شخصیت شیخ الحدیث قاضی عبدالمجید(لسبیلہ۔ بلوچستان)، محترم ڈاکٹر غلام شبیر گیلانی (صوبائی امیر KPK) کی ہمشیرہ، محترم حاجی شوکت حیات (صدر تحریک لکی مروت) کی جواں سالہ بھتیجی، محترم ثاقب لودھی (سابق ناظم تحریک لورالائی) کی والدہ، محترم نصیب احمد کھوسہ (صدر صحبت پور) کے والد، محترم ظفراللہ مہر (مریدکے) کا معصوم بیٹا، محترم اصغر علی مہر (ناظم یوسی 17/3 مریدکے) کی ممانی، محترم ملک مشتاق احمد منہاجین (مریدکے) کے بڑے بھائی محترم گلزار احمد، محترم محمد طاہر (سابق ناظم TMQ بدوملہی)، محترم غلام مصطفیٰ بٹ (نارووال) کی اہلیہ، محترم ملک غلام حیدر (سابق سیکرٹری نشرو اشاعت تحصیل جھنگ) کی والدہ، محترم رانا محمد یوسف (نائب صدر تحصیل مریدکے منہاج القرآن) کی والدہ، محترم اصغر علی ناز (ناظم مالیات تحریک منہاج القرآن لاہور) کی اہلیہ، محترم محمد حنیف قادری (سینئر نائب امیر TMQ لاہور) کی والدہ، محترم عنایت قادری (ناظم نشرو اشاعت TMQ پی پی 159 لاہور)، محترم مختار شاد قادری (ناظم نشرو اشاعت pp-159-B لاہور)، محترم خالد محمود مصطفوی (نائب صدر منہاج القرآن علماء کونسل مریدکے) کی پھوپھو، محترم راجہ محمد فیاض القادری (جنرل سیکرٹری PAT کوٹلہ) کی ہمشیرہ، محترم راجہ عبدالرزاق (سابق صدر TMQ کوٹلہ) کی بہو اور پوتی، محترم محمد نوید لنگڑیال (کوٹلہ) کے تایا محترم خادم حسین، محترم احسان محبوب (ناظم یوسی TMQ ککرالی) کی ساس، محترم قاری ریاست علی چدھڑ (نظامت تنظیمات) کے چچا جان بشیر احمد چدھڑ (سابقہ سیکورٹی گارڈ آغوش کمپلکس لاہور)، محترم غلام عباس (پی پی 61 فیصل آباد) کے ماموں، محترم ضیاء اللہ (ناظم نارنگ منڈی) کے والدمحترم، محترم محمد امین انصاری (قصور) کا بھانجا، محترم عبدالحمید مصطفوی (صدر pat پی پی 167 شیخوپورہ) کی والدہ، محترم محمد صدیق بھٹی (نیا لاہور) کا بھانجا، محترم فرخ شہزاد بھٹی (گجیانہ نو) کی دادی جان، محترم چوہدری محمد فاروق ایڈووکیٹ (سابقہ امیر گجرات)، محترم شاہ زمان (حویلی لکھا) کے والدمحترم، محترم امجد علی بھٹی (ناظم پی پی 169 بی گجیانہ نو) کے ماموں جان، محترم صوفی محمد اسماعیل (قلعہ مراد بخش) کا بھتیجا، محترم شیخ منیر احمد (پی پی 228 پاکپتن شریف) کے بہنوئی، محترم مرزا طارق بیگ (امیر گجرات) کی بیٹی، محترم محمد ارشد (کھاریاں) کے والد، محترم سید زاہد علی شاہ (سانگھڑ۔سندھ) کی ساس، محترم شہباز احمد ساہی (نائب صدر pat گوجرانوالہ) اور ماسٹر محمد نواب (منہاج القرآن موچی والا جھنگ) کے والدمحترم محمد پہلوان قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ابھی آزاد ہونا ہے

جہاں ملتا نہ ہو جینے کو کوئی حق بھی بنیادی
جہاں آقاؤں کے پیچھے پھریں ذلت میں فریادی
جہاں تحقیر ہو انساں کی اور نسلوں کی بربادی
وہاں کس چیز کا دعویٰ کہاں کا جشنِ آزادی
غلامی کا بھی دامن سے ہم نے داغ دھونا ہے
وطن تو مل گیا لیکن ابھی آزاد ہونا ہے
سیاست میں جہاں طاغوت بچے جنتا رہتا ہے
نظامِ زر کا کالا خوں رگوں میں جن کے بہتا ہے
جگر کٹتا ہے دھرتی کا، وطن یہ دُکھ جو سہتا ہے
گزرنے والا ہر لمحہ سنو لوگو! یہ کہتا ہے
اکھاڑو جڑ سے باطل کو نیا اک عہد بونا ہے
وطن تو مل گیا لیکن ابھی آزاد ہونا ہے

(انوار المصطفیٰ ہمدمی)

Anybody who has internet and computer can learn with us.

Irfan-ul-Quran Course

Curriculum:

- Basic Tajweed and Qiraat (Science of Recitation) with Practical Exercise
- Quranic Translation Literally and Idiomatically
- Transliterations and Its Basic Rules
- Basic Arabic Grammars
- Ahadith-e-Nabvi (SAWW)
- Quranic Prayers

Female Tutors Available

eLearning

by Minhaj-ul-Quran International

For Details:

elearning@minhaj.org | www.eQuranClass.com

Ph #: +92-42-35162211 | WhatsApp imo +92-321-6428511

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ کے لئے کوشاں

کارکنان و تنظیمات متوجہ ہوں!

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

ماہنامہ منہاج القرآن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک منہاج القرآن کے مصطفوی پیغام کو
اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات
دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات تک پہنچانے کے لئے

سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بجھوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

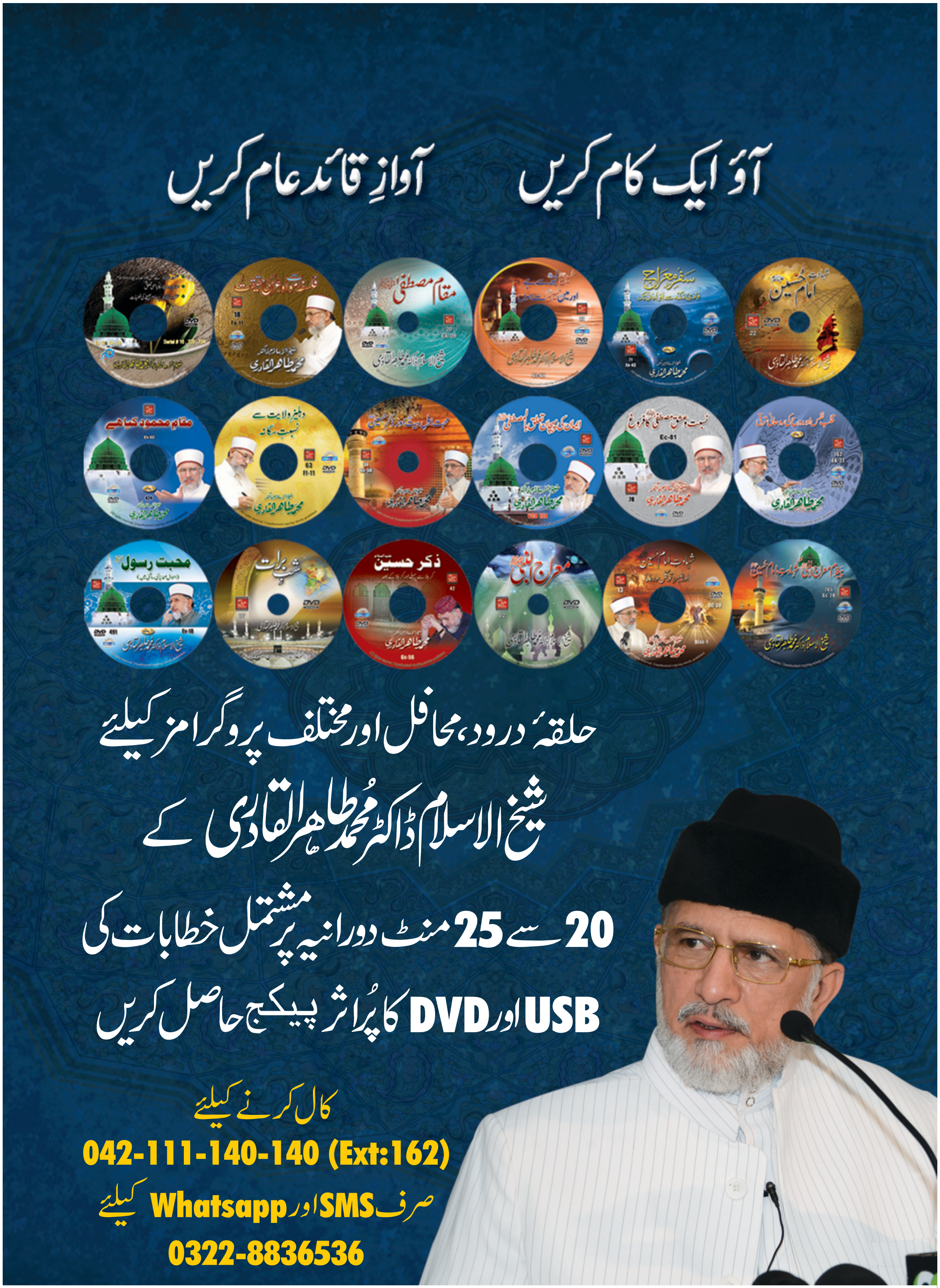
آؤ ایک کام کریں
آوازِ قائد عام کریں
حلقۂ درود، محافل اور مختلف پروگرامز کیلئے
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے
20 سے 25 منٹ دورانیہ پر مشتمل خطابات کی
USB اور DVD کا پُراثر پیکج حاصل کریں
کال کرنے کیلئے
042-111-140-140 (Ext:162)
صرف SMS اور Whatsapp کیلئے
0322-8836536

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
SEP-2017
Regd CPL No.41